آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ❀ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۵ — بابت ماہ نومبر ۱۹۰۶ء — نمبر ۱۱

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے۔ ۲۰۔ نومبر ۱۹۰۶ء کو مینیجر میگزین کے اہتمام سے شایع ہوا۔ چندہ سالانہ عہ

رؤیا و الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۵-اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ خواب میں دیکھا کہ کچھ پڑھ رہا ہوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے۔ علم الدرمان ۲۲۳۔ علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ۱۶-اکتوبر ۱۹۰۶ء میں نے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے یہ متعین نہ ہوا کہ کس کی موت آئی ہے۔ تب اس کشفی حالت میں ہی میں نے دعا کی۔ الہام ہوا۔ ان المنایا لا تطیش سھامھا۔ یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ تب میں نے اسی کشفی حالت میں پھر دعا کی کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تب الہام ہوا۔ ان المنایا قد تطیش سھامھا[۲]۔ اس کے بعد یہ بھی الہام تھا۔ رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم سب میں سے کس کے حق میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۲۳-اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ انا نرینک بعض الذی نعدھم۔ نزید عمرک[۳]۔ ترجمہ ہم تجھے بعض وہ امور دکھاویں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔ ۳۰-اکتوبر ۱۹۰۶ء کتاب حقیقۃ الوحی کے انطباع اور طیاری میں جو بہت سا خرچ ہوا ہے اور ہونے والا ہے۔ اس کے متعلق خیال تھا تو الہام ہوا۔ یأتیک من کل فج عمیق۔ یأتون من کل فج عمیق۔ یأتیک رجال نوحی الیھم من السماء[۳]۔ ترجمہ۔ ہر ایک دور کی راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے تیرے پاس وہ لوگ تحائف لائیں گے۔ جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ ایک پرانا الہام قریب پچیس ۲۵ سال کا۔ شخصے پائے من بوسید و من گفتم کہ سنگ اسود منم۔ ۳۱-اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ ینصرکم اللہ فی دینہ۔ ترجمہ۔ خدا اپنے دین میں تمہاری مدد کریگا۔ ۲-نومبر ۱۹۰۶ء میں نے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہوں۔ اور ایک اور شخص میرے پاس ہے تب میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو مجھے نظر آیا کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہیں۔ تب میں نے ان ستاروں کو دیکھ کر اور انہیں کی طرف اشارہ کر کے کہا آسمانی بادشاہت۔ پھر معلوم ہوا۔ کہ کوئی شخص دروازہ پر ہے۔ اور کھٹکھٹاتا ہے۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ایک سودائی ہے۔ جس کا نام میراں بخش ہے اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے۔ مگر اس نے مصافحہ نہیں کیا اور نہ وہ اندر آیا۔ اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ جنکو خدا زمین پر پھیلا دیگا۔ اور دیوانہ سے مراد کوئی متکبر مغرور متمول یا تعصب کی وجہ سے کوئی دیوانہ ہے۔ خدا اس کو توفیق بیعت دیگا۔ اور پھر الہام ہوا۔ لا تخف ان اللہ معنا۔ گویا میں کسی دوسرے کو تسلی دیتا ہوں کہ تو مت ڈر بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ۷-نومبر ۱۹۰۶ء۔ آج رات لنگر خانہ کے اخراجات کی نسبت میں قریباً ۱۲ بجے رات کے اپنے گھر کے لوگوں سے بات کر رہا تھا کہ اب خرچ ماہواری لنگر خانہ کا پندرہ سو سے بھی بڑھ گیا ہے کیا قرضہ لے لیں۔ پھر خیال آیا کہ قرضہ لینے سے کیا فائدہ کیونکہ دو ہزار روپیہ

[۲] یعنی موتوں کے تیر کبھی خطا بھی ہو جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جس غرض کو عنوان میں ظاہر کیا گیا ہے وہ وہ اہم ترین اغراض ہے جس کے لیے ہم نے اس رسالہ کو انگریزی اور اردو میں شایع کرنا شروع کیا تھا اور الحمدللہ اب چار سال کے تجربہ کے بعد ہم یہ کہنے کے قابل ہیں کہ یہ ایک نہایت ہی مبارک کام تھا جو شروع کیا گیا۔ ابھی یہ رسالہ عمر کے لحاظ سے محض ایک بچہ ہے مگر اس اپنی تھوڑی سی عمر میں ہی جو شہرت اور نیکنامی اس نے حاصل کی ہے اور جسقدر ضرورت اسکی محسوس ہو رہی ہے اسکا میں نہایت ہی مختصر سا نقشہ پیش کر کے اُن مسلمانوں کو جنکے دلوں میں اسلام کی کچھ بھی محبت ہے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ان فواید کے حاصل کرنے میں اور دوسروں تک پہنچانے میں جو اس رسالہ کے ذریعہ حاصل ہونے اور پہنچتے ہیں اس موقع کو غنیمت سمجھیں۔ اول اس امر کا ظاہر کرنا ضروری ہے کہ کون کون امور اس رسالہ کے اجراء کے محرک ہوئے۔ سو سب سے پہلا محرک اس کے اجراء کا

حفاظت اسلام

کا خیال تھا۔ اسوقت ہندوستان میں اسلام پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں اور اسے نیست و نابود کرنے اور صفحہ دنیا سے مٹانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان کوششوں کے لحاظ سے یہ زمانہ بعینہٖ زمانہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰة والسلام سے مشابہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اُسوقت تلوار کے ذریعہ اسلام کو نیست و نابود کرنیکی کوششیں کیجاتی تھیں۔ اب قلم کے ذریعہ یہی کوششیں کیجا رہی ہیں۔ جوش جیسا اُسوقت تھا ویسا ہی اسوقت ہے، ہاں دائرہٗ مخالفت اور بھی وسیع ہو گیا ہے۔ پس جسطرح اُس ابتدائی زمانہ میں نابینا مخالفوں نے اسلام کو نہایت ہی کمزور سمجھ کر یہ چاہا تھا کہ اسکو نیست و نابود کر دیں اور یہ خیال کیا گیا تھا کہ انکی زبردست تلواروں کے سامنے اسلام کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ ایسا ہی اب مخالفین اسلام نے یہ خیال کیا ہے کہ ان کے ہاتھ میں ہزارہا سامان اشاعت کفریات اور اعتراضات کے موجود ہیں۔ سیکڑوں رسالے جاری ہیں بیشمار مشنیں قایم شدہ ہیں۔ اور طرح طرح کے ذرایع جیسے ہسپتال اور سکول اور کالج انکے ہاتھ میں ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اسلام کا نام صفحۂ دنیا سے مٹا سکتے ہیں۔ اور ظاہر نظر میں اگر دیکھا جائے تو سچ بھی یہ

سامان جو اسلام کو ہلاک کرنے کے لیے اکٹھے کیے گئے ہیں اس قدر بڑے معلوم ہوتے ہیں کہ ظاہر طور پر کوئی صورت اسلام کے بچاؤ کی معلوم نہیں ہوتی مگر یاد رکھو کہ جس طرح اُس ابتدائی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے محض اعجازی طور پر اسلام کو بچایا اور مخالفین کی زبردست تلواروں کو توڑ کر دکھایا٭ اُسی طرح اب بھی وہ اعجازی طور سے ہی اسلام کی حفاظت کریگا اور مخالفین کی قلموں کے زور کو توڑ کر دکھائیگا اور ان کے تمام سامان جن کو وہ اسلام کو نیست و نابود کرنیکے لیے جمع کر رہے ہیں وہ اسلام کی تباہی نہیں اسلام کی عزت اور عظمت کے ظاہر ہونیکا ذریعہ بنجائیں گے۔ پس اے اہل اسلام جس صورت میں تمھارے سامنے وہ ابتدائی نقشہ اعجازی حفاظت اسلام کا موجود ہے جب اسلام بالکل بے سروسامان تھا اور مخالفین کے ہاتھوں میں ہر طرح کی طاقت تھی۔ تمھیں ایک دم کے لیے بھی یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ جو سامان قلم اب اسلام کے خلاف جمع کیے جا رہے ہیں وہ اسلام کو کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں ہاں تم کو دیکھنا چاہیئے کہ

اس وقت تمھارا کیا فرض ہے۔

سو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے کہ جس قسم کے سامان تمھارے خلاف کیے جائیں اسی قسم کے سامان تم بھی کرو اور اپنی کوششیں اور ہمتیں صرف کرو پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ تمھاری مدد کریگا۔ پس اس وقت تمھارے مخالفوں نے اسلام کے نیست و نابود کرنیکے لیے تلوار ہاتھ میں نہیں پکڑی کہ تمھارے دلوں میں بھی کبھی تلوار کا خیال گذرے یا یہ انتظار ہو کہ اسلام تلوار کے ذریعے غالب ہوگا۔ یہ خیالات غلط ہیں اسوقت تمھیں بھی قلم اٹھانی چاہیئے اور اپنے مال اس راہ میں خرچ کرنے چاہئیں اور جو وساوس پادری لوگ پھیلا رہے ہیں اُنکا ازالہ کرنا چاہیئے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ملکی حقوق کی حفاظت کے لیے تو اردو میں چھوڑ انگریزی میں بھی ہر ہر صوبہ ہند میں مسلمانوں کے اخبار جاری ہوں مگر مذہب کی حفاظت کے لیے کل ہندوستان میں ایک بھی پرچہ انگریزی زبان میں موجود نہ ہو حالانکہ یہی وہ زبان ہے جس میں آجکل اسلام پر طرح طرح کے حملے کیے جاتے ہیں اور اسلام کے متعلق طرح طرح کے وساوس دلوں میں پیدا کیے جاتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کے پایہ کو تو کہاں پہنچ سکتے ہیں جنھوں نے اپنے اس پاک دین کی حفاظت کے لیے اپنے مالوں اور ملکوں۔ اپنے اعزہ اور اقربا۔ اپنے پیارے وطن کو چھوڑا نہیں بلکہ اپنی پیاری جانوں کو بھی فدا کیا۔ اور شہید ہوئے اور اس بات کی کچھ پروا نہ کی کہ وہ قتل کیے جائیں گے۔ مگر کیا ان اسلام کے سچے جاں نثاروں کے اقتدا میں ہم یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اسوقت اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے مالوں کا ایک حصہ حفاظت اسلام کے لیے خرچ کریں اور ان اعتراضات کے دور کرنے میں اپنی پوری ہمت اور کوشش صرف کریں + جنکے ذریعہ اس پاک مذہب کو بدنام کیا جا رہا ہے اور اسکا منور چہرہ طرح طرح کی ظلمتوں کے نیچے چھپا دیا گیا ہے۔ یہی خیال پہلا محرک اس امر کا تھا کہ انگریزی زبان میں

٭ قد جاء الذین من النصر ۃ ثم سیعود من النصر ۃ۔ الہام حضرت امام الزمان۔

ایک اعلیٰ پایہ کا رسالہ جاری کیا جاوے اور اسی غرض سے ۱۹۰۲ء میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک دوسرا محرک اس امر کا یہ ہوا کہ ہزارہا نوجوان مسلمان جو انگریزی تعلیم حاصل کرتے ہیں اس تعلیم کے بعض زہریلے اثروں سے متاثر ہو کر اور اسلام کے اصول حقہ سے ناواقف ہونیکی وجہ سے دین اور مذہب سے بے تعلق ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاج کے لیے یہ نہایت ضروری تھا کہ

اسلام کے اصول حقہ کا سچا فلسفہ

بیان کیا جاوے اور ان نوجوانوں کو اس بات سے آگاہ کیا جاوے کہ ایک اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے اصول فطرت انسانی کے مطابق اور لاتبدیل ہیں اور ان اصول میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو واقعی طور پر محل اعتراض ہو۔ اس میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب مادی تعلیم اور تہذیب ہیں اور انپر دہریت کا اثر غالب ہے۔ خود عیسائی ممالک میں اس تعلیم کے اثر سے ہزاروں نہیں لاکھوں انسان مذہب عیسوی کے عقاید کو کھلم کھلا خیرباد کہہ چکے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب بوجہ اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کے تعلیم کی روشنی کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ اور جوں جوں عیسائی مذہب کی اصلیت سے لوگ واقف ہوتے گئے وہ اس سے بیزار ہوتے گئے۔ اور اور کسی مذہب کا صحیح علم انکو دیا نہیں گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی لوگ دہریت کے اثر سے زیادہ تر متاثر ہو گئے اور انکی تعلیم اور تہذیب پر بھی آخر کار دہریت کا رنگ غالب آ گیا۔ اب وہی تعلیم اپنے اس زہریلے اثر کے ساتھ ہندوستان میں آئی اور چونکہ مسلمان نو تعلیم یافتہ گروہ کے حصہ میں یہی تعلیم آئی اور وہ اپنے دین سے بکلی بیخبر ہے اور ضرور ہے کہ اسی طرح بے خبر رہیں جبتک کہ مسلمان اس بارہ میں خاص کوشش نہ کریں اس لیے اپنے مذہب کے اصول حقہ سے ناواقف ہونیکی وجہ سے وہ بھی اسی ہوا سے متاثر ہو گئے جس کا ثبوت اس گروہ کے آئے دن کی تحریروں اور تقریروں اور تجویزوں میں ملتا ہے۔ غرضکہ عیسائی مذہب سے تو عیسائی لوگ اس لیے بیزار ہوئے کہ وہ اس کی اصل حقیقت کو سمجھ گئے اور جہالت دور ہو گئی اور اسلام کے متعلق نو تعلیم یافتہ مسلمان اس لیے متزلزل ہو رہے ہیں کہ وہ دین اسلام سے ناواقف ہیں اس کا ادنیٰ ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ مغرب میں تو اسی زمانہ میں ہزارہا کتابیں عیسائی دین پر لکھی جانیکے بعد عیسائیت سے بیزاری پیدا ہوئی ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ عربی زبان سے تو ناواقف ہیں اور انگریزی جس میں وہ کمال پیدا کر رہی ہیں اسکا یہ حال ہے کہ ایک بھی تصنیف کسی مسلمان کی ایسی نہیں کہ جس سے اسلامی واقفیت کا پتہ لگے بلکہ اس زبان میں جس قدر کتابیں اسلام پر ہیں وہ عموماً عیسائیوں کی ہی ہیں جنہوں نے اسلام کو بگاڑ کر پیش کیا ہے اور ہمارے مسلمان نوجوانوں کی ساری تحقیق انہی کتابوں پر مبنی ہے پس ضرور تھا کہ وہ ٹھوکر کھاتے اگر یہ لوگ بطور خود کافی تحقیق کے بعد اور اسلام کے اصول کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ان خیالات کا اظہار کرتے

جن کو وہ محض ناواقفیت کیحالت میں ظاہر کرتے ہیں تو اور صورت تھی مگر موجودہ صورت میں جب قرآن شریف کے ترجموں تک کے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل حالات کے جاننے تک کے لیے صرف عیسائی صاحبان کی تحریروں پر سارا مدار ہے۔ یہ صاف نظر آتا ہے کہ سخت ضرورت ہے اس بات کی کہ ایک عظیم الشان علمی ذخیرہ اسلام کے متعلق زبان انگریزی میں بہم پہنچایا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ اسلام کے اصول پر کسی طرح اعتراض نہیں ہو سکتا اور کہ وہ مادی اور دہریت کی تُند ہوا جس نے عیسائی مذہب کو جڑھوں سے اکھاڑ دیا ہے اسلام کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی بلکہ اسلام کے پاک اصول کی صداقت اور بھی اس سے واضح ہوتی ہے مگر جیسا کہ ابتدا میں ذکر کیا گیا ہے اہم غرض اس رسالہ کے اجرا کی

اشاعت اسلام

تھی اور ہے۔ اشاعت اسلام کے مفہوم میں اصل میں تو وہی دونوں باتیں شامل ہیں جنکا ذکر اوپر ہوا یعنی جس قدر حملے یا اعتراض اسلام پر کیے جاتے ہیں ان کا جواب دینا اور اسلام کے اصول حقہ کا صحیح فلسفہ بیان کرنا مگر اس غرض کے حصول کے لیے ضروری تھا کہ طریق اور اختیار کیا جاتا۔ کیونکہ ہندوستان میں تو امید کی جا سکتی ہے کہ مسلمان اس محبت کی وجہ سے جو انکو اپنے مذہب سے ہے ایسے رسالوں کی خریداری کو جو تمام حملوں کا دفعیہ معقول اور مدلل طور پر کرتے ہیں کوئی بار نہیں سمجھیں گے بلکہ خوشی سے اس کام میں مدد دیں گے طالب علموں کے لیے جن کیحالت کی اصلاح اس رسالہ کے دوسرے مقصد میں مدنظر تھی یہ رعایت کی گئی کہ رسالہ انکو نصف قیمت پر دیا جائے چنانچہ ابھی تک ایسا ہی کیا جاتا ہے اور انگریزی رسالہ صرف ڈیڑھ روپیہ سالانہ پر اور اردو رسالہ ایک روپیہ سالانہ پر انکو دیا جاتا ہے۔ مگر غیر اسلامی بلاد جیسے یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کے مقصد کو پورا کرنیکے لیے یہ امید رکھنا کہ وہاں خریدار پیدا ہوں غلط خیال ہے۔ اور چونکہ بڑی غرض اس رسالہ کی غیر اقوام میں حقیقی اسلام کی چہرہ نمائی تھی اس لیے ابتدا سے ہی یہ خیال کر لیا گیا تھا کہ ایک بڑا حصہ رسالے کا مفت ان بلاد میں بھیجنا ضروری ہوگا کیونکہ ایک تو مغربی اقوام اس وقت امور دنیا میں ایسے منہمک ہیں کہ انکی توجہ کو مذہب کی طرف پھیرنا ایک سخت مشکل امر ہے اور پھر جب وہ مذہب بھی ایسا ہو جس سے انکو کوئی دلچسپی نہیں اور جسکے متعلق غلط خیالات انکے دلوں میں بچپن سے ہی جمائے گئے ہیں تو اس صورت میں یہ امید رکھنا کہ اس مذہب کے متعلق اصل تعلیم کے حاصل کرنیکے لیے وہ روپیہ بھی خرچ کریں گے فضول ہے۔ چنانچہ اسی خیال کی تائید بعد میں بہت سے ان خطوط سے ہوگئی جو مفت سلسلہ کے اجرا کے بعد موصول ہوئے۔ جیسا کہ آگے ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ پس اس چہار سالہ تجربہ سے اور اس خط و کتابت سے یہ امر تیقن ہو چکا ہے کہ غیر اسلامی بلاد میں اشاعت اسلام کی صورت صرف یہی ہے کہ اصول اسلام کو ایسے طور پر بیان کیا جائے جو مغربی لوگونکی مذاق اور

ان کے طریق استدلال کے مطابق ہو اور پھر ان تحریرات کو حتی الوسع عام طور پر اور مفت شایع کیا جاوے۔

ریویو آف ریلیجنز نے کہانتک امر اول میں کامیابی حاصل کی ہے اس کے لیے صرف چند ایک ایسے خطوط کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو وقتاً فوقتاً آتے رہے ہے کل خطوط کے لیے اسجگہ گنجایش نہیں۔ امر دوم میں بھی ایک حدتک کامیابی اس رسالہ کو خدا کے فضل سے حاصل ہو چکی ہے لیکن اب ضرورت ہے اس بات کی کہ مسلمان جن کے دلوں میں کچھ بھی محبت ہے اور جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسلام کا پاک جھنڈا ساری دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں اور اللہ اکبر کی آوازیں ساری دنیا میں بلند ہوں انکے لیے لازم ہے کہ اب اس طرف توجہ کریں مفت اشاعت کی تجویز ابتدا میں یہ کی گئی تھی کہ ہم نے اپنے احباب سے یہ درخواست کی کہ وہ اپنے اپنے خرچ پر ایک ایک دو دو چار چار دس دس بیس بیس رسالے باہر بھجوائیں چنانچہ بہت سے احباب نے توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کئی سو رسالہ ہر ماہ چار سال سے برابر باہر بھیجتے ہیں اور اب بفضل خدا بعض نہایت لطیف کتابیں بھی طبع کروا کر اسی طرح باہر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ اگر وہ مسلمان جنہوں نے اتبک اس طرف توجہ نہیں کی ان شہادتوں کو جن کا ذکر آگے ہوتا ہے پڑھنے کے بعد اس بات کو سمجھ لیں کہ جس طریق سے ہم نے اشاعت اسلام کے کام کو شروع کیا ہے اس میں بڑی بڑی کامیابیوں کی امید ہے تو مشکل نہیں کہ ہم اس قابل ہو جاویں کہ یورپ اور امریکہ کے ہر ایک کتب خانے اور ہر ایک ریڈنگ روم اور ہر ایک سکول اور کالج میں اس رسالہ کا ایک پرچہ جایا کرے اور اسطرح چند ہی سال کے عرصہ میں ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ ضرور ایسا ہی ہوگا مگر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے مال اس راہ میں خرچ ہوں یہ وقت ہے۔ مگر سوتوں کو جگانا خدا کے ہاتھ میں ہی ہے اور ہم اُسی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اشاعت اسلام کی محبت سب مسلمانوں کے دلوں میں ڈالے۔ یورپ اور امریکہ میں صدہا دل قبولیت اسلام کے لیے تیار ہیں مگر یہ ہمارا فرض ہے کہ سچے اسلام کا نقشہ انکے سامنے پیش کر کے ان کے دلوں کو مسخر کریں۔ پیاسے موجود ہیں مگر پانی پہنچانا اُن لوگوں کا فرض ہے جن کے پاس یہ پانی ہے۔ ذیل میں وہ خطوط نقل کیے جاتے ہیں۔

مسٹر محمد الگزنڈر رسل وب امریکہ

(ان کے نام نامی سے ہندوستان کے کل مسلمان واقف ہیں۔ ایک عرصہ تک وہ خود ایک اسلامی رسالہ نکالتے رہے اور اب بھی اس رسالہ کے ذریعہ اور بطور خود اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہیں)

پہلا خط۔ "آج مجھے ریویو کے جون کے پرچہ کی تین کاپیاں پہنچیں۔ میں اسکو بہت پسند کرتا ہوں میری رائے ہے کہ یہ پرچہ ہر ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونا چاہیے جو کچھ بھی اپنی قوت متفکرہ سے کام لے سکتا ہے۔ ہر ایک نیک مزاج اور انصاف پسند آدمی جو اس کو پڑھے گا وہ ضرور اس سے اخلاقی اور روحانی فایدہ حاصل کریگا

میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی اور یہ بھی یقین کرتا ہوں کہ آخر کار یہی رسالہ ان روکوں کو دور کرنیکا ذریعہ ہوگا جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں۔ اور اس طرح پر صداقت کو اپنی شاندار روشنی کے ساتھ دنیا کے سامنے چمکا کر دکھلائے گا۔"

دوسرا خط۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اس بات سے بہت ہی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے کوئی خدمت خواہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو کر سکوں۔ اور اس لیے مجھے آپکا کام کرنیسے خوشی حاصل ہوتی ہے جو کاپیاں آپ مجھکو بھیجتے رہے ہیں وہ میں پڑھنے کے لیے ایسے لوگوں کو دیتا رہا ہوں جنہوں نے اس میں دلچسپی ظاہر کی۔ اور جب اور زائد کاپیاں مجھے بھیجی جاتی تھیں تو میں وہ تقسیم کر دیتا تھا کہ تا شایع ہو کر وہ نیک اثر پیدا کریں۔ ایسی کئی مثالیں میرے علم میں ہیں جہاں ان رسالوں نے طلب حق اور تحقیق کی روح پیدا کر دی ہے مگر مجھے یہ علم نہیں کہ کوئی چندہ دینے والے خریدار بھی پیدا ہوئے ہیں یا نہیں اس ملک کے لوگ عجیب ہیں۔ جن چیزوں سے انہیں جسمانی آسایش اور خوشی حاصل ہو اور انکی عزت سوسائٹی میں بڑھے اس کے لیے تو وہ بیدریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ سوسائٹی میں معزز بننے کی خواہش یا جنون یورپ سے بڑھکر امریکہ میں موجود ہے۔ کیونکہ یہاں آسانی سے روپیہ خرچ کر کے عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ ایک بڑی بھاری روک ہے جس سے مجھے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ہزارہا لوگ امریکہ میں ایسے موجود ہیں جو آج اپنے اسلام کا اظہار کر دیں اگر انکو یہ ڈر نہ ہو کہ وہ سوسائٹی سے خارج کر دیئے جائیں گے۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو اس بات کی علامت ہے کہ وہ اسلام کو اچھی طرح سمجھے نہیں اور اسلام کو سچا مذہب جاننے کے دعوے میں وہ سچے نہیں۔ مگر بالکل یہی وجہ اس کی نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انکی خود غرضی اور اخلاقی بزدلی انکے کانشنس کی تحریک پر غالب ہیں۔ ایک دفعہ میں نے اپنے ایک دوست کو آپکے میگزین کی خریداری کیلیے ترغیب دی۔ بجواب اُس نے کہا کہ میں تو خوشی سے اس بات کیلیے تیار ہوں مگر تم جانتے ہو کہ میری بیوی ایپتھوڈسٹ چرچ کی سرگرم ممبر ہے اور اگر میرے گھر میں میگزین ہوگا تو اس سے خانگی جھگڑا پیدا ہوگا۔ ایک اور امر یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کی طبیعتیں ایسی ہیں کہ اپنے پادریوں کے ہاتھ میں وہ ہر طرح سے روپیہ دینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اور انکو یقین ہوتا ہے کہ اس روپیہ کا انکو ثواب ہوگا۔ اور جب انکو عیسائیت کے خلاف کسی پرچہ کی خریداری کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ ڈرتے ہیں کہ گویا انکو دھوکہ دیکر انکا روپیہ لینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ جب میں اپنا خوبصورت اور قیمتی پرچہ مسلم ورلڈ چھاپا کرتا تھا جو گیارہ سال کی بات ہے تو اسے قیمتاً خریدنے والے لوگ امریکہ میں بہت ہی تھوڑے تھے۔ وہ اسے ایک مشنری یعنی تبلیغ دین کا سلسلہ سمجھکر یہ خواہش کرتے تھے کہ مفت انکو دیا جاوے اور مجبوراً مجھے ایسا ہی کرنا پڑتا تھا"

تیسرا خط۔ "میں یہ بڑی خواہش رکھتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز اس ملک کے ہزارہا عیسائیوں کے ہاتھ میں ہو۔ کیونکہ یہ ایک نہایت عظیم الشان کام کر رہا ہے اور صداقت کی روشنی دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ میں اسکو نہایت دلچسپی کے

ساتھ پڑھتا ہوں کیونکہ یہ سچے اسلام کو پیش کرتا ہے اور وہ غلط خیالات ہمارے پاک مذہب کے متعلق اس میں نہیں ہوتے جنکے پیچھے بہت سے برائے نام مسلمان چل رہے ہیں۔ مَیں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ یہ آخر کار مستم بالشان نتایج اس ملک میں پیدا کر کے دکھائیگا۔ اور اس لیے مَیں جہاں تک میری طاقت ہے اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ یہ رسالہ ان لوگوں تک پہنچ جاوے جو کشادہ دل رکھتے ہیں اور سچے دل سے صداقت کی تلاش کرتے ہیں"۔

شیخ عبداللہ کوئیلیم۔ لورپول۔ (ملک انگلستان کے شیخ الاسلام)

"مَیں ہمیشہ ریویو آف ریلیجنز کو پڑھکر محظوظ ہوتا ہوں۔ اور اسے اپنے پاک مذہب کی تائید میں نہایت ہی مفید تصانیف میں سے جانتا ہوں"۔

کوئنٹ ٹالسٹائے۔ روس (جو عیسائی ہے اور دنیا کے مشہور ترین زندہ مصنفوں میں سے ہے)

"نمونہ کے پرچے میں مجھے دو مضمون بہت ہی پسند آئے۔ یعنی "گناہ سے آزادی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے" اور "آیندہ زندگی" خصوصاً موخرالذکر۔ جو خیال ان مضامین میں ظاہر کیا گیا ہے وہ نہایت فاضلانہ اور نہایت صحیح ہے"۔

ایم ایچ ہوٹسما

(یہ فاضل پروفیسر ہالینڈ کی ایک یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں اور اسلام کا نیا انسکلوپیڈیا جو یورپ کے مشہور فاضلان علوم مشرقی کے اہتمام سے شایع ہونیوالا ہے وہ سب انہی کی زیر نگرانی ہوگا یعنی اس کے ایڈیٹر انچیف یہی ہیں)

"ریویو آف ریلیجنز کی چوتھی جلد کے لیے جو آپنے مجھے بھیجی ہے مَیں خلوص دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے مضامین مجھے نہایت ہی دلچسپ معلوم ہوتے ہیں"۔

اے جی ٹانگیو۔ لنڈن

"مَیں ریویو آف ریلیجنز پرچوں کے پہنچنے کا شکریہ کے ساتھ اقرار کرتا ہوں۔ جو شخص اسلام کے متعلق صحیح علم حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے وہ نہایت ہی مفید ہیں کیونکہ وہ ایسے امور پر بہت روشنی ڈالتے ہیں جن سے ہمیں اسجگہ مغرب میں کچھ بھی واقفیت نہیں۔ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں ہمیں اس بات کا کہ اسلام اور اسکی تعلیم کیا ہے صحیح علم کچھ بھی نہیں آپ کی اور آپکے رسالہ کی کوششیں ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کرتی ہیں اور مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس مقصد میں کامیابی ہو اور آپ اور آپکے کام پر خدا کی برکتیں ہوں"۔

مسنز ایڈیسن۔ نارتھمبرلینڈ

"مَیں آپ کا ریویو آف ریلیجنز بھیجنے کے لیے بہت ہی شکریہ ادا کرتی ہوں یہ ایک نہایت فاضلانہ رسالہ ہے۔ اور مَیں اسے پڑھکر بہت خوش ہوتی ہوں کیونکہ اس کے مضامین بالکل نئے اور ایک غیر معمولی طرز سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مَیں خود بہت سالوں تک اخبار نویس کا کام کرتی رہی ہوں اور مَیں ہر ایک مذہب میں عمدہ

چیز ہو اس کی قدر کرنا جانتی ہوں میں آپکے ملہم پیغمبر کی تحریروں اور نصایح کی بڑی مداح ہوں۔ آپنے سود پر جو مضمون لکھا ہے اس سے میرا بالکل اتفاق ہے اور یہ جو آپنے لکھا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل زمین پر جھک گیا ہے بہت سچی بات ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے قابل قدر پرچے میں ان ظلموں کا ذکر کریں جو انگلستان میں بے زبان جانوروں اور پرندوں پر کھیلوں میں کیے جاتے ہیں"

ڈاکٹر وان ڈنبرگ - امریکہ

"آپ کی مہربانی سے ریویو آف ریلیجنز کی کئی کاپیاں مجھے پہنچی ہیں۔ جس کے لیے میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری بڑی مدت سے یہ خواہش تھی کہ اسلام کے متعلق صحیح باتیں معلوم ہوں جو مسلمانوں کی طرف سے ہوں اور مینے ریویو کے مختلف نمبروں کو بہت ہی دلچسپی سے پڑھا ہے"

بنجمن جڈکنز - سین ڈائگو - کیلیفورنیا

"مجھے ریویو آف ریلیجنز کا پیکٹ ۱۴ - جنوری ۱۹۰۶ء کو پہنچا۔ میں بہت خوش ہونگا کہ مجھے اسلام کے متعلق ایسے رسالے پہنچتے رہیں جنکا بھیجنا آپ مناسب سمجھیں...... میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں صلح اطمینان اور آسایش زمین پر اسلام کی تعلیم پھیلنے سے نہ بڑھ جائیگی"

جعفر مارٹیمر - انگلستان

"میں آپ کی اس مہربانی کا بہت ہی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں مجھے بھیجیں جنسے بہت ہی مفید اور نہایت دلچسپ تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ اور میں نہایت خوش ہونگا اگر جیسا کہ آپنے لکھا ہے اسکی کاپیاں مجھے پہنچتی رہیں۔ مینے آپ کی چٹھی شیخ عبداللہ کولیم کو دکھائی تھی۔ جنہوں نے یہ تجویز کی کہ یہ رسالے اسلامی کتب خانہ میں محفوظ کیے جاویں۔ میں آپ کے دلایل کی سادگی کی نہایت ہی تعریف کرتا ہوں"

یحیی الناصر پارکنسن

"میں ریویو آف ریلیجنز کی کاپیوں کے لیے جو آپنے مہربانی کرکے بھیجی ہیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں گذشتہ سال میں ریویو آف ریلیجنز کے پرچے میں لیوزک کی کمپنی سے لیتا رہا ہوں اور انکو پڑھ کر میں بہت ہی خوش ہوتا ہوں۔ آپ ایک نیکی کا کام کر رہے ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپکو کامیابی ہو"

این سٹیفن - لورپول

"اول میں آپ کا شکریہ ریویو آف ریلیجنز کے نمبروں کے لیے کرتا ہوں جو آپنے مہربانی کرکے مجھے بھیجے ہیں۔ مینے انکو بڑی خوشی اور دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اور ابھی پھر فرصت نکال کر دوبارہ غور سے ان کو پڑھوں گا"

رابرٹ سٹینلی - مانچسٹر

"مجھے آپ کا خط پہنچا لیکن ابھی تک رسالہ کا کوئی نمبر نہیں پہنچا - مجھے اس بات کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوگی کہ اسلام اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بہت ترقی کرے کیونکہ یہ تمام مذاہب سے افضل ہے۔"

مس رجوسے

"جنوری کا ریویو آف ریلیجنز مجھے پہنچا - میں نے اسکی چند کاپیاں بعض دوستوں کو بھیجدی ہیں جنکو میں جانتی ہوں کہ وہ اسے دلچسپی سے پڑھیں گے - یہ ایک نئی چیز ہے کیونکہ اس سے انکا علم بڑھتا ہی جیسا کہ میرا علم بھی بڑھتا ہے میں خوشی سے اسکو دوسروں تک پہنچاتی ہوں - میں امید کرتی ہوں کہ خدا آپکے اس نیک کام میں برکت دیگا۔"

"میں ریویو آف ریلیجنز کو بہت دلچسپی سے پڑھتی ہوں - غلامی پر جو مضامین آپ نے لکھے ہیں انسے ان لوگونکی آنکھیں کھلتی ہیں جو اور قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور تعدد ازدواج جو مضمون لکھے گئے ہیں وہ معقول ہیں۔"

اے ایچ میکبین - کانگڑہ ویلی

"میں نے آپکے رسالے کو جسکا نام ریویو آف ریلیجنز ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے پڑھا - مجھے اسلام کا مطالعہ کرتے ہوئے تیرہ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے اور میں نے جسقدر ممکن تھا کوشش کر کے انگریزی زبان میں جسقدر کتابیں اسلام پر لکھی گئی ہیں (خواہ انکے مصنف مسلمان تھے یا غیر مسلمان) سب جمع کی ہیں اور اب اسلامی مذہب کا ایک خاصہ کتبخانہ میرے پاس جمع ہوگیا ہے - مگر اب تک میں نے ایک بھی ایسی کتاب نہیں پڑھی جس میں اسلام کی حمایت اس قدر زور کے ساتھ کی گئی ہو جیسا آپ کے شاندار پرچے میں۔" "میں آپ کو اس قابل قدر پرچے کا ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے مبارکباد دیتا ہوں میں نے اب تک کوئی ایسی کتاب یا پرچہ نہیں پڑھا جس میں اسلام کی حمایت اس زبردست اور طاقتور ہاتھ سے کی گئی ہو جیسے آپکے اس رسالہ میں کی جاتی ہے۔"

چند اخبارات کی رائے

کریسنٹ - لورپول "ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں انکی تردید میں ایک نہایت فاضلانہ مضمون اسمیں لکھا گیا ہی جس سی عمدہ مضمون آجتک ہماری نظر سی نہیں گذرا - اور ہم پورے جوش کے ساتھ اس مضمون کی طرف اپنے ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں"

البیان - لکھنؤ "ریویو آف ریلیجنس ہی ایک ایسا پرچہ ہی جسکو خالص اسلامی پرچہ کہنا صحیح ہے - ہم نے اس کے کئی نمبر دیکھے اور ہم کو اس امر کے ظاہر کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنس سے بہتر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ہوتے - مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ ہندوستان میں ایک ایسا رسالہ نکل رہا ہی جس کے زوردار مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے - جہانتک ہم سمجھتے ہیں مسلمانوں کا سواد اعظم اس رسالہ سے ناواقف ہے۔

جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ رسالہ قادیان سے نکلتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اس کے سرپرست ہیں"

وطن۔ لاہور۔ ہم احمدی احباب کے خاص معتقدات سے مخالف ہونیکے باوجود یہ لکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ رسالہ بڑے پایہ کا رسالہ ہے اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہیں جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے"

ایک بزرگ کے خیالات "وطن" میں۔ ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنس جو قادیان ضلع گورداسپور سے عرصہ ۴ سال سے ان اغراض سے شایع ہوتا ہے کہ جو شبہات لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی صداقت کے متعلق پیدا ہوتے ہیں وہ دور کیے جاویں اور جو اسلام کے اصول حقہ کے فلسفہ کو بیان کرنیکے ساتھ ہر ایک قسم کے اعتراضوں کا جو آجکل اسلام پر کیے جاتے ہیں۔ انکا دفعیہ اور ساتھ ہی دوسرے مذاہب کے اصول باطلہ کی تردید کرتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ یہ رسالہ انگریزی زبان میں ممالک غیر میں بھی اسلام کا چمکدار چہرہ دکھاتا ہے۔ امریکہ اور اسٹریلیا اور یورپ میں دو سال سے اسکی اشاعت ہو رہی تھی اور اب اس سال ۱۹۰۵ء سے جاپان میں بھی اسکی پچاس کاپیاں جانی شروع ہو گئی ہیں۔ اور ایک سو کاپی بھیجے جانیکا انتظام ہو رہا ہے ہر ایک مسلمان جو تبلیغ اسلام کے کام سے محبت رکھتا اور اسکو اپنا جزو ایمان جانتا ہے اسکا فرض ہونا چاہیے کہ ایسے رسالوں کی اشاعت خصوصاً اسکی انگریزی رسالوں کی جاپان اور دیگر عیسائی ممالک میں روانہ کیے جانیکے کام میں مدد دے"

المصباح۔ جادرہ۔ ریویو آف ریلیجنز۔ یہ اسک میں (بجائے چالیس کے غلطی سے لکھا گیا ہے) صفحے کا خوشخط رسالہ ہے جو مہینے کے مہینے عمدہ $\frac{20 \times 26}{8}$ کاغذ پر قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے۔ اسکے ایڈیٹر ایک نہایت لایق گریجوایٹ ہیں جنکا تعلق سلسلہ احمدیہ سے ہے۔ اگرچہ ہمارا کوئی تعلق اس سلسلہ سے نہیں پھر بھی انصاف ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ مذہب اسلام کے اصول و فروع سے جو فلسفیانہ بحث اس رسالہ میں ہوتی ہے وہ شاید ہی کسی اور اردو رسالہ میں ہوتی ہو"

چند غیر احمدی ہندوستانی معززین کی رائیں

مولوی محمد عبد الولی صاحب۔ لکھنؤ۔ "درحقیقت یہ رسالہ نہایت اعلیٰ درجہ کا علمی مجلہ ہے اور اردو زبان کی خوش قسمتی ہے کہ ایسے علمی پرچے ہندوستان میں شایع ہوتے ہیں۔۔۔ جس تحقیقات سے مسئلہ طلاق کے متعلق بحث کی گئی ہے وہ تحقیقات کی آخری حد ہے" "میں ریویو آف ریلیجنز کو ہندوستان کے تمام رسالوں سے اعلیٰ و افضل سمجھتا ہوں"

میر ہدایت اللہ۔ اسسٹنٹ سرجن جہلم۔ "اس رسالہ کا ایک ورق بھی میں ایسا نہیں الٹاتا جس سے اسلام کا جلال ظاہر نہ ہوتا ہو"

شیخ فرزند علی از راولپنڈی۔ "میں آپکو اسلام کی ان قیمتی خدمات کے لیے جو آپکا میگزین کر رہا ہے مبارکباد دیتا ہوں"

ایم حبیب احمد۔ بی۔ اے۔ مالیر کوٹلہ۔ "ان رسالوں کے مطالعہ سے ہر دلپر وہ روشنی پڑتی ہے جو اپنی حیثیت میں فدے اسلام میں بالکل نیا اور غیر معمولی چمکار ہے"

مولوی محمد اصغر صاحب مختار نوانشہر۔ "آپکے مضامین جو ریویو آف ریلیجنز میں پردہ طلاق اور غلامی کے بارہ میں شایع ہوئے ہیں واقعی نہایت ہی قابل قدر ہیں"

بیان حقیقت کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ

(مرقومہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ہر ایک اہل بصیرت جانتا ہے کہ اس تیرہ سو (۱۳۰۰) برس ہجری کے ہر قرن میں کروڑوں آدمیوں کو بسبب تواتر اخبار کے اس امر کا علم بدیہی ہو گیا ہے کہ ایک شخص (مکرم صلعم) عربی نژاد بنام نامی محمد (صلعم) بنی اسمٰعیل میں سے شہر مکہ معظمہ میں مبعوث ہوئے۔ اور بڑے زور و شور سے انہوں نے دعوائے رسالت اور نبوت کیا اور اوس کے ساتھ فتوحات عظیمہ کے حصول کی اپنے لیے پیشین گوئیاں بیان فرمائیں اور مخالفین کے لیے شکست فاش کا ہونا اپنی پیشین گوئیوں میں ظاہر کیا چنانچہ وہ سب پیشین گوئیاں آپ کی ایک قلیل مدت حیات ۲۳ سالہ میں ہی اس طرح واقع ہوئیں کہ جس کی نظیر ابتدائی خلقت آدم سے اسوقت تک نہیں ملتی اور بعد آپ کے صدہا پیشین گوئیاں ہر ایک قرن میں واقع ہوتی رہیں اور ابتک واقع ہو رہی ہیں جن کا بیان کتب معتبرہ حدیث و سیر میں موجود ہے۔ اور نیز یہ بات بھی ہر ایک دانشمند جانتا ہے کہ اوس کی دہن مبارک سے وہ کلام برآمد ہوا جس کے معارضہ سے بڑے بڑے فصیح و بلیغ اور عرب عربا عاجز رہے باوجودیکہ اوس کی طرف سے پرزور الفاظ غیرت دہ میں تحدی بھی واقع ہوئی تھی اور معارضہ و مقابلہ کے لیے بسبب شدت مخالفت مخالفین کے اسباب اور دواعی بھی کثرت سے موجود تھے مگر تاہم مخالفین اُس کلام کا معارضہ نہ کر سکے بلکہ اوس کلام کی عظمت حلاوت اور طلاوت یعنی حُسن و خوبی کے قایل رہے حتیٰ کہ اُسکو سحر بھی کہا گیا پھر وہ کلام ابتک بتمامہ و بعینہ موجود ہے صدق اللہ تعالےٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیشک ہم نے ہی اوتارا ہے اس نصیحت نامہ کو اور بے شک ہم ہی ہمیشہ اوس کی حفاظت کرنیوالے ہیں اس پیشین گوئی کا ہم کو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ قرناً بعد قرن الیٰ یومنا ہذا لاکھوں آدمی اوس کلام کے حافظ ہوتے رہے اور ابتک موجود ہیں۔ اور جبکہ یہ دونوں امر بتواتر ثابت ہیں تو اوسکا علم بھی بدیہیات میں سے ہو گیا جیسا کہ ہم کو بتواتر معلوم ہو گیا ہے کہ ایک شخص نوشیروان اور حاتم طئی وغیرہ وغیرہ زمانہ ماضی میں گذرے ہیں تو اون کے وجود کا علم کہ یہ لوگ زمانہ ماضی میں ہو گذرے ہیں ضروریات سے ہو گیا ہے باوجودیکہ ہمنے اونکو دیکھا نہیں۔ پس اسی طرح پر دعوئے رسالت محمدؐ عربی بنی اسمٰعیلی کا علم ہر ایک ملک کے لوگوں کو بدیہی ہے۔ اگرچہ صرف یہی بیان مجمل اگر مفصل کیا جاوے تو اثبات صداقت کے لیے ایک دلیل روشن ہے مگر واسطے وضاحت کامل کے اب اس دعوئے رسالت کے اثبات حقیقت کے لیے اتماماً للحجۃ ایک نظر ثانی بھی کرتے ہیں تاکہ صداقت اس دعوے کی ہر ایک اہل بصیرت پر بخوبی واضح ہو جاوے بیان اوسکا یہ ہے کہ جب ہم بیبل پر نظر کرتے ہیں تو تمام انبیاؑ کا اجماع ایسے نبی عظیم الشان کی تصدیق کے لیے موجود پاتے ہیں بلکہ حواریین حضرت عیسیٰؑ کو بھی ایسے نبی آخر الزمان کے لیے منتظر پاتے

ہیں باوجودیکہ کتب مقدسہ میں بسبب کثرت تراجم مختلفہ اور حوادث ازمنہ کے بہت سے تغیرات بھی واقع ہوگئے ہیں مگر تاہم وہ بشارات محمدیہ وصفات احمدیہ کتب مقدسہ میں ابتک موجود ہیں پس اگر اون بشارات اور صفات کا مصداق اس نبی عظیم الشان کو نہ مانا جاویگا تو تمام کتب مقدسہ اور جملہ انبیائے ماضیین کی تکذیب لازم آویگی علاوہ یہ کہ اس نبی کی تصدیق کے ساتھ ہی تصدیق مسیح موعود کی بھی ضروری ہوویگی۔ ونعم ما قیل ؎ نام احمد نام جملہ انبیا است + چوں بیامد صد نود ہم پیش ما است + اگر کہا جاوے کہ ممکن ہے کہ اون بشارات اور صفات کے مصداق حضرت عیسیٰ بنی اسرائیلی ہو ویں تو کہا جاویگا کہ پھر حضرت عیسیٰ اوس نبی کے منتظر کیوں ہے اور حوارییں کو اوس نبی کا انتظار کیوں رہا دیکھو عہد جدید کو کہ سیاتی اور پھر حوارییں نے اوس نبی کے زمانہ بعثت کو زمانہ مابین رفع ونزول عیسیٰ کا کیوں قرار دیا چنانچہ ہم یہاں پر چند درس بیبل سے تحریر کرتے ہیں جن سے بخوبی واضح ہوگا کہ مصداق اون بشارات کے حضرت عیسیٰ تو ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتے پس اب دیکھو کتاب اعمال باب ۳ کو (۱۷) اے بھائیو میں جانتا ہوں کہ تم نے اور تمھارے سرداروں نے بھی نادانی سے یہ کیا + (۱۸) پر خدا نے جو کچھ اپنے سارے نبیوں کی معرفت آگے سے کہا تھا کہ مسیح دکھ پاویگا اسطرح پورا کیا (۱۹) پس تم اپنے گناہ معاف ہونے کے لیے توبہ کرو اور دل کو پھیر لو تو خدا کے حضور سے تسلی ملنے کے دن آویں (۲۰) اور وہ اوس یسوع مسیح کو جسکی خبر آگے سے تمھیں دی گئی ہے بھیجے گا (۲۱) کہ جب تک سب باتیں جو خدا نے اپنے سارے پاک نبیوں کی معرفت پہلے سے کہیں پوری نہ ہو جاویں اس کا آسمان پر رہنا ضروری ہے (۲۲) موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ اللہ جو تمھارا خدا ہے تمھارے بھائیوں میں سے تمھارے لیے میری مانند ایک نبی پیدا کریگا جو کچھ وہ تم سے کہے سب سنیو (۲۳) اور جو شخص کہ اوس نبی کی نہیں سنیگا اپنے لوگوں میں سے ہلاک ہو جاویگا (۲۴) اور سب نبیوں نے سموئیل سے لیکر اون تک جو اوس کے بعد ہیں جتنوں نے خبر دی ہے ان دنوں کی بھی خبر دی ہے (۲۵) تم اون نبیوں کی اولاد ہو اور جو وعدہ خدا نے ہمارے باپ دادوں سے کر کے ابراہیم سے کہا کہ تیری نسل کے سبب سے زمین کی ساری قومیں مبارک ہونگی تم اوس وعدہ کے لوگ ہو (۲۶) خدا نے اپنے یسوع کو اوٹھا کے پہلے تمھارے پاس بھیجا ہے کہ وہ تم میں سے ہر ایک کو اوس کی بدیوں سے پھرا کے برکت دے انتہی نسخہ عربیہ ہولی بیبل مطبوعہ ۱۸۱۱ء فصل ثالث اعمال حواریین میں درس ۱۹ کی یہ عبارت لکھی ہے لکیما توافیکم اوقات الراحۃ النیاحۃ من وجہ الرب اور درس ۲۰ کی عبارت یوں ہے ویرسل الیکم یسوع المسیح المستعد للخلاص اور درس ۲۳ کے الفاظ اسی عربی نسخہ میں یہ ہیں وسیکون کل نفس لا تسمع لذلک النبی وتطیعہ تستاصل من شعبھا اور ترجمہ فارسی ۱۸۵۷ء درس ۲۶ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ برائے شما اولاً خدا بندہ خود عیسیٰ را برخیزانیدہ فرستاد تا شمارا برکت دہد بہ برگردانیدن ہر یکے از شمارا از گناہان خود۔ ان درسوں سے چند فوائد ہم کو حاصل ہوئے

ف۱ تمام انبیاء اور مرسلین نے بہ تواتر اس نبی آخر الزمان کی بشارات کو بیان فرمایا ہے حتّٰی کہ حضرت عیسیٰ کے حواریین بھی اس عظیم الشان نبی کے ایام تازگی بخش کے ۳۳ سنہ عیسوی میں منتظر رہے دیکھو فرنس کو ف۲ انبیائے اغیین زمانہ بعثت اس نبی آخر الزمان کا مابین رفع اور نزول عیسیٰ بن مریم کے بتلاتے رہے ہیں ف۳ ترجمہ فارسی درس ۲۶ میں حضرت عیسیٰ کو بندۂ خدا لکھا ہے نہ ابن اللہ ف۴ درس ۲۰ نسخہ عربی میں صفت مسیح ثانی کے کلام الٰہی میں المستعد للخلاص لکھی ہے یعنی پہلا مسیح تو ماخوذ اور گرفتار ہوا اور مسیح ثانی کے استعداد ہی میں سلامتی اور خلاصی ہے نہ ماخوذی اور گرفتاری ف۵ مسیح اول کے ایام رونے یا نوحہ کرنیکے تھے اور مسیح ثانی کے ایام راحت اور آسایش کے ایام ہونگے ف۶ وہ نبی جو مابین زمانہ رفع اور نزول عیسیٰ بن مریم کے مبعوث ہوگا اوس کی وہ شان ہوگی کہ اوسکے جملہ مخالفین ہلاک اور مستاصل ہو جاویں گے۔

ہم یہاں پر مناسب سمجھتے ہیں کہ جن درسوں کا حوالہ کتاب اعمال حواریین باب تین[۳] میں حضرت موسیٰ سے نقل کیا گیا ہے وہ نسخہ عربیہ بائبل سے نقل کردیویں دیکھو کتاب استثنا فصل ثامن عشر[۱۸] (۱۸) وای نبی انصیہ لھم من بعض اخوتك مثلك القنہ کلامی فیخاطبھم بجمیع ما آمرہ بہ (۱۹) وای انسان لم یقبل کلامی الذی یودیہ فانی اطلبہ - اب ہم اس چودھویں صدی ہجری میں چاہتے ہیں کہ تحقیق کریں کہ جو صفات اور بشارت اس نبی آخر الزمان اور نیز مسیح موعود کی تمام انبیائے ماضیین نے بہ تواتر بیان فرمائی تھیں وہ ان دونوں میں موجود ہیں یا نہیں؟ بالضرور موجود ہیں۔ اب[۱] دیکھو اس نبی عظیم الشان کے کلام کی نسبت فرمایا گیا تھا کہ میں اپنا کلام اوس کے مُنہ میں ڈالوں گا آخر درس تک دیکھو وہ کلام اوس کے دہن مبارک میں ڈالا گیا اور بہت بڑے زور و شور سے اوس کے منجانب اللہ ہونیکی تحدی بھی کی گئی اور وہ تحدی بہ تواتر اب تک چلی آتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین یعنی اور اگر تم شک میں ہو اوس کلام موعود سے جو ہم نے اپنے بندہ پر اوتارا ہے تو ایک سورہ اوسی کی مثل بنالاؤ اور جو تمھارے گواہ اس مماثلت پر اللہ کے سوا ہوں اونکو بھی بلالو اگر تم سچے ہو پس اگر نہ کرسکے اور ہرگز نہ کرسکو گے تم تو ڈرو اوس آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو طیار کی گئی ہے منکروں کے لیے۔

اس[۲] نبی موعود آخر الزمان کے لیے ان درسوں میں فرمایا گیا تھا کہ اوسکے مخالفین مواخذہ الٰہی میں ماخوذ ہونگے یا ہلاک اور مستاصل کیے جاویں گے سو یہ پیشین گوئی مندرجہ بائبل بھی کس زور و شور سے واقع ہوئی کما قال اللہ تعالےٰ۔ ما یجادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا فلا یغررك تقلبھم فی البلاد۔ کذبت

قبلھم قوم نوح والاحزاب من بعدھم وھمت کل امۃ برسولھم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق فاخذتھم فکیف کان عقاب [۲۴] یعنی خداوند تعالیٰ کی آیات موعودہ سے جو اس نبی پر اوتاری گئیں ہیں وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں جن کی عادت وجبلت انکار کی ہے پس ان لوگوں کا عیش و آرام سے شہر در شہر پھرنا تم کو دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ انسے پہلے نوح کی قوم نے اور اونکے بعد بہت سے گروہوں نے تکذیب رسل کی ہے اور ہر ایک گروہ نے اپنے رسول کی گرفتاری کرنیکا مضبوط ارادہ کیا ہے اور جھوٹی باتوں کو سند پکڑ کر جھگڑتے رہے ہیں تاکہ حق کو اوس باطل سے لڑکھڑا دیویں آخرکار ہم نے اونکو پکڑ لیا پس دیکھو کیسا میرا عذاب اونپر واقع ہوا یعنی اسی طرح پر اس رسول کے منکرین پر بھی عذاب واقع ہوگا۔ پس اب دیکھو کہ اس رسول کے مکذبین اور بڑے بڑے مخالفین کسطرح تباہ اور ہلاک ہوگئے اور مواخذہ الٰہی میں بموجب وعید ان درسوں کے پکڑے گئے اور قوم سے کاٹ دیے گئے جس کا ذکر قرآن مجید میں بہ تواتر متعدد جگہ مذکور فرمایا گیا ہے جیسا کہ آگے ورہی آتا ہے۔ اس [۳] رسول عظیم الشان کے بارہ میں ان درسوں میں فرمایا گیا تھا کہ وہ مثیل موسیٰ ہوگا پھر دیکھو کہ کس عظمت اور شان کے ساتھ اس مماثلت کا دعویٰ مع ثبوت دیا گیا ہے کما قال اللہ تعالےٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ فعصیٰ فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلا [۲۹/۱۴] یعنی بے شک ہم نے تمھاری طرف محمد صلعم کو رسول کر کے بھیجا ہے جسطرح ہم نے فرعون کی طرف موسیٰ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا سو فرعون نے اوس رسول کی نافرمانی کی تو اوسکو ہم نے بڑے وبال میں پکڑ لیا یعنی اسی طرح درصورت نافرمانی محمد رسول اللہ صلعم کے تم بھی سخت وبال میں پکڑے جاؤگے چنانچہ تمام مخالفین اور مکذبین اس رسولؐ کے ہلاک اور تباہ ہوگئے دیکھو اون آیات قرآن مجید کو جو بہ تواتر حفاظ کے ذریعہ اونکا ہر ایک مضمون اس چودھویں صدی تک چلا آتا ہے۔ اوس رسول مقبول صلعم کے بارہ میں ان درسون میں فرمایا گیا تھا کہ تمام انبیاء اور اونکی اولاد اور متبعین سے اس رسول کے لیے عہد و میثاق لیا گیا ہے کہ (۲۵) انتم ھم بنو الانبیاء واولاد العھد الذی عاھد اللہ بہ اباءنا۔ ترجمہ فارسی (۲۵) شما ہستید اولاد پیغمبران و ابناء آن عہد یکہ خدا با جداد ما بست وقتیکہ با براہیم گفت الیٰ آخرہ۔ اب دیکھو اس عہد و میثاق کا ثبوت قرآن مجید میں کس زور و شور سے موجود ہے کما قال اللہ تعالےٰ۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری۔ قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولّی بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون [۳/۱۷] ترجمہ۔ اے پیغمبر اونکو وہ وقت یاد دلاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ جو ہم نے تم کو کتاب اور حکمت دی ہے (وہ اس لیے دی ہے کہ) پھر کسی قدر مدت کے بعد جو رسول معہود آوے کہ تصدیق کرنے والا ہو

اوس کتاب کی جو تمھارے پاس ہے تو ضرور تم ایمان لانا اور بالضرور اوسکی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور لیا تم نے اسپر میرا عہد بھاری عرض کیا انہوں نے کہ ہاں ہم اسکا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہ رہو تم اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پس اگر اب بھی اس عہد و پیمان کے بعد کوئی منحرف ہووے تو وہی لوگ فی الحقیقت خارج ہیں دائرہ اہل کتاب اور فرمان رب سے۔ دیکھو اس آیت میں وہی عہد و میثاق جو اعمال حواریین باب تین کے ورسون میں بحوالہ کتب سابقہ مذکور ہوا ہے کیسی تاکیدات کے ساتھ قرآن مجید میں بھی مذکور ہوا ہے کہ اول تو اوسکو لفظ میثاق کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا جو عہد موثق اور مستحکم کو کہتے ہیں اور کہیں اوسکو اِصر فرمایا گیا جس میں ایک ثقل کے معنے بھی پائے جاتے ہیں یعنی ایک عہد و پیمان بھاری۔ اور پھر اوس میثاق کی اضافت طرف النبیین کے فرمائی گئی جو صیغہ جمع کا ہے اور اوسپر الف لام بھی موجود ہے جو واسطے استغراق کے آتا ہے یعنی یہ عہد تمام انبیا سے لیا گیا ہے اور ورسون مذکورہ میں بھی استغراق کی تصریح ہے اور چونکہ اصلی معنے فسق کے لغت عرب میں خروج کے ہیں چنانچہ مختار الصحاح میں لکھا ہے فسقت الرطبہ۔ خرجت عن قشرھا۔ وفسق عن امر ربہ۔ ای خرج تفسیر تبصیر الرحمٰن میں لکھا ہے فاولٰئك وان کانوا من اھل الکتاب ھم الفاسقون ای الخارجون عن دائرة اھلہ بالحقیقة فلا عبرة بشہادتھم ولا باخبارھم لہٰذا ترجمہ ہم نے اوسی کے بموجب کیا ہے اور ورسون مذکورہ میں بھی یہی مفہوم خروج لکھا ہوا اب تک موجود ہے دیکھو عربی نسخہ ۱۸۱۱ء میں تستاصل من شعبھا ہے۔ اور فارسی نسخہ ۱۸۸۰ء میں لکھا ہوا ہے۔ وہر نفسے کہ آن نبی را نشنود از قوم منقطع گردد۔ اور اردو نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۴ء میں لکھا ہے۔ اور جو شخص کہ اوس نبی کی نہیں سنے گا اپنے لوگوں میں سے ہلاک ہو جاویگا۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی شہادت جو آیات بالا میں فرمائی گئی ہے وہ شہادت اس طرح پر ثابت ہے کہ ہزاروں برس کی پیشین گوئی جو بیبل میں لکھی گئی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو آیات مذکورہ میں یاد دلایا ہے باوجودیکہ صدہا تراجم بھی عہد عتیق اور عہد جدید کی السنہ مختلفہ میں ہو گئے ہیں اور حوادث ازمنہ سے صدہا آفات بھی بیبل پر ایسی واقع ہوئیں جس کے سبب سے وہ کتب ضایع اور تلف بھی ہو گئیں اور تحریفات سے بھی اُن کتابوں میں بہت سے تبدلات واقع ہوئی ہیں مگر تاہم بشارات محمدیہ و صفات حمیدہ احمدیہ نبی آخر الزمان کی جسکے ایمان لانیکی بابت اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا سے عہد موثق لیا تھا وہ عہد و میثاق اون کتابوں میں اب تک موجود ہے اور اوسی ان آیات میں قرآن مجید اہل کتاب کو یاد دلا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے اور پھر جو کچھ وعید مکذبین کے لیے اون ورسون میں ارشاد فرمائے گئے تھے اور قرآن مجید میں فاولٰئك ھم الفاسقون کے ساتھ اوس وعید کو تعبیر فرمایا گیا تھا وہ وعید اوسی طرح واقع بھی ہو گیا۔ صدق اللہ

تعالیٰ وضربت علیهم الذلة والمسکنة وباؤا بغضب من الله یعنی اونپر ذلت ومحتاجی لازم کردی گئی اور خداوند تعالیٰ کے غضب میں آگئے۔ اور نیزان ورسون میں فرمایا گیا تھا کہ دوبارہ جو مسیح موعود آویگا وہ مستعد خلاص ہوگا اور جو اوقات نوحہ پہلے مسیح کے تھے وہ دوسرے مسیح کے زمانہ بعثت میں اوقات راحت کے ساتھ مبدل کیے جاویں گے۔ اب اس تبدل کو ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں۔ اولاً دیکھو اس قرن میں کیسے کیسے سامان اور اسباب راحت کے گورنمنٹ کی طرف سے دنیا میں پیدا ہو گئے ہیں جن کی نظیر پہلے زمانوں کی کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ صرف[۱] ایک سواری ریلوے ہی پر نظر کرو جس کے مقابلہ میں جملہ سواریاں متروک ہو گئیں صدق اللہ تعالیٰ واذا العشار عطلت پھر دیکھو کہ ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیها کلام نبوی میں اس کی تفسیر ہے تمام[۲] دنیا بسبب موجود ہو جانے ٹیلیگرام کے ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اس میں کسقدر راحت اور آسایش ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ۔ واذا النفوس زوجت۔ پھر[۳] نظر کرو کہ جو گھاٹیاں پہاڑوں کی ایسی دشوار گذار تھیں کہ اون میں کسی بشر جری وقوی الاعضا کا بھی گذر ممکن وقوعی نہ تھا وہ اب ایسا سہل العبور ہو گیا ہے کہ ایک طفل صغیر اور شیخ فانی بھی بڑی راحت اور آسایش کے ساتھ چند منٹ میں اون گھاٹیوں میں سے گذر جاتا ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ۔ واذا الجبال سیرت۔ ترجمہ۔ اور یاد کرو اوسوقت کو جب پہاڑ چلائے جاویں گے۔ سفر[۴] بحری پر نظر کرو اور تمام بڑے بڑے دریاؤں کے پلوں پر بھی نظر ڈالو کہ کس سرعت اور راحت کے ساتھ اونپر سے ہر ایک صغیر وکبیر کا مرور ہو جاتا ہے تمام دریا پلوں کے ذریعہ سے پاٹ دیے گئے ہیں اور سمندر بھی دخانی جہازوں سے گویا پٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ واذا البحار سجرت یعنی یاد کرو اوسوقت کو کہ دریا پاٹ دیے جاویں گے۔ مختار الصحاح میں لکھا ہے وسجّر النهر ملأه (پاٹ دیا نہر کو) ومنه البحر المسجور وغیرہ وغیرہ اور[۵] اس سے بڑھکر دنیا میں اور کیا راحت اور آسایش ہو سکتی ہے جو نمونہ جنت کا ہے کہ تمام دنیا کی ہر ایک شے ہر ایک جگہ پر ہر ایک شخص طلب کر سکتا ہے یہ کیسی عظیم الشان آسایش اور راحت ہے۔ پھر[۶] غور کرو نہروں کے جاری ہونے میں جو بڑی کثرت کے ساتھ اس زمانہ میں جاری ہو گئی ہیں تمام مخلوق پرند چرند اور انسانوں کو کسقدر راحت اور آسایش اونسے حاصل ہے جو پہلے کسی زمانہ میں حاصل نہیں ہوئی تھی صدق اللہ تعالیٰ واذا البحار فجرت یعنی جب دریا چیرے جاویں گے۔

اور پھر دوسری صفت مسیح موعود کی نسبت جو ان ورسون میں المستعد للخلاص (یعنی وہ دوسرا مسیح جسکی استعداد اور فطرت ہی میں خلاص اور بریت ہے) لکھی ہوئی ہے وہ کیسی اسپر صادق ہو رہی ہے دیکھو مخالفین کی طرف سے جو مقدمات فوجداری اور دیوانی اوسپر دائر کیے گئے پھر مخالفین نے جان توڑ کوششیں کیں کہ یہ مدعی مسیحیت کا ماخوذ ہو کر گرفتار ہو جاوے قتل کیا جاوے سولی پر چڑھا دیا جاوے لیکن اوس کی بریت اور خلاصی

ہر ایک مقدمات مذکورہ میں ہوتی رہی اور اُلٹے مخالفین ہی ذلیل ہوئے خوار ہوئے اور سزایاب بھی ہوئے دیکھو کتاب البریۃ وغیرہ وغیرہ کو۔ جس سے تمکو کالشمس فی نصف النہار ثابت ہو جاوے کہ یہ وہی مسیح موعود ہے جسکی صفت بطور پیشین گوئی کتاب اعمال حوارین باب ۳ میں ویرسل الیکم یسوع المسیح المستعد للخلاص (ترجمہ۔ اور بھیجے تمھاری طرف یسوع مسیح کو وہ مسیح جس کے استعداد میں خلاص اور بریت ہے) لکھی گئی ہے پھر یہ پیشین گوئی اب تک موجود بھی ہے۔ اور پھر نظر ثانی کر واون صدہا الہامات پر جن میں پیشتر سے اس مسیح موعود کو اپنی بریت اور خلاص کی خبر دی گئی ہے اور اپنے اپنے وقت پر وہ بریت اور خلاص اوسی طرح پر واقع ہوئی جس طرح سے کہ صدہا الہامات میں خبر دیگئی تھی۔ اگر یہ مسیح موعود سچا مدعی نہیں اور مصداق اوس پیشین گوئی مندرجہ کتاب اعمال باب ۳ کا نہیں تھا جس میں المستعد للخلاص لکھا ہوا ہے تو پھر اوس کو یہ الہامات بریت اور خلاص کے کیوں ہوئے اور پھر وہ صادق و مصدوق ہو کر کیوں پورے ہوگئے۔ صدق المسیح الموعود فی الہاماتہ ولنحیینک حیٰوۃ طیبۃ۔ و ینصرک اللہ فی مواطن وغیرہ وغیرہ من الالہامات الکثیرۃ۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ درصورت عدم صدق دعوی آنحضرت صلعم کے موافق درسوں اخیر باب اٹھارہ (۱۸) اوس کتاب استثنا کے ضروری تھا کہ یہ فتوحات عظیمہ تمام علوم ضروریہ کی اور نیز فتوحات ملکوں کی کیونکر حاصل ہوسکتی تھیں کیونکہ اون درسوں میں جھوٹے مدعی نبوۃ کا ہلاک اور تباہ ہونا بھی لکھا ہوا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس درصورت عدم صدق دعویٰ مسیح موعود کے یہ کامیابی اور فتح عظیم حقائق اور معارف قرآنی کی اوسکو کیونکر حاصل ہوسکتی تھی صدق اللہ تعالیٰ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین یعنی اور اگر یہ پیغمبر ہمارے اوپر بعض اقوال جھوٹے منسوب کرتا تو ہم اوس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اوس کی شہ رگ کو کاٹ ڈالتے اور تم میں سے کوئی شخص اوس سے ہم کو روک نہ سکتا چنانچہ مدعیان کاذب اور نیز مخالفین کی نسبت بموجب حکم توارت اور قرآن مجید کے ایسا ہی کچھ واقع ہوا مسیلمہ کذاب وغیرہ وغیرہ ہلاک اور تباہ کیے گئے۔ علیٰ ہذا القیاس زمانہ مسیح موعود میں بھی مدعیان کاذب یا مخالفین ہلاک اور تباہ ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں دیکھو لیکھرام دیانند اندرمن چراغ دین غلام دستگیر وغیرہ وغیرہ کو۔ اور ستر اس میں یہی ہے کہ جو مکذب مامور من اللہ کی کارروائی کو روکنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرتا ہے پھر وہ کیونکر اوس کارروائی (مراد الٰہی) کو روک سکے۔ واللہ غالب علیٰ امرہٖ و فعال لما یرید۔ اور جو جھوٹا مدعی ہوگا اوس پر علوم الٰہی کیونکر منکشف ہوسکتے ہیں وہ تو فنون شیطانی کا مخزن اور ضال اور مضل ہوگا لہٰذا اوسکا ہلاک اور تباہ نہ ہونا منافی حکمت الٰہی کے ہے جس سے صادق اور کاذب کی تمیز میں امن جاتا رہیگا۔

اب ہم سوائے اہل کتاب کے جنپر بخوبی اتمام حجت ہوچکا آریوں وغیرہ کو بھی مخاطب کرکے سوال کرتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی

ہزاروں برس کی جو تمام انبیا نے بہ تواتر بیان فرمائی تھی اور اہل کتاب میں بہ تواتر منقول ہوتی چلی آتی تھی حتیٰ کہ ابتک موجود ہے اور پھر اوس پیشین گوئی کا پورا ہونا بھی بالکمل وجہ تواتر تحریر ہذا میں اس قرن تک ناظرین کو مشاہدہ کرادیا لہٰذا اہل الرائے سے استفسار ہے کہ اب منکرین کو حقیت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کی تصدیق نہ کرنے میں کونسا عذر باقی ہے لانہ ثبت المدعا بالبرہان الجلی فاین المفر للعاقل والذکی ؛

دلیل نمبر دوم۔ یہ استدلال فقط نام سورہ فاتحہ سے کیا گیا ہے جس سے کتاب اللہ شروع کی گئی ہے اور مکی حالت میں اوس کا نزول ہوا ہے۔ لفظ فاتحہ مصدر ہے بمعنی فتح کے جیسا کہ لیس لوقعتہا کاذبۃ میں کاذبہ بمعنی کذب کے ہے یہاں پر یہ مصدر بمعنی مفعول کے ہے جیسا کہ خلق بمعنی مخلوق کے یعنی مفتوح منہ الکتاب یعنی وہ سورہ جس سے قرآن مجید شروع کیا گیا ہے چنانچہ قطر المحیط اتقان اور تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے فاتحۃ الشئی اولہ الذی یفتتح بہ ما بعدہ ومنہ فاتحۃ الکتاب اس سورہ کا خاص ذکر کتب بیبل میں موجود ہے دیکھو عربی انجیل ۱۸۱۱ء ورایت ملیکا اخر قویاً نازلاً من السمآء قد التحف بسحابۃ وکانت دائرۃ علی راسہ وکان وجہہ کالشمس ورجلاہ کانتا کاعمدۃ من نار ؛ وقد مسک بیدہ مصحفا مفتوحا وجعل رجلہ الیمنی علی البحر ورجلہ الیسریٰ علی الارض ؛ وصاح بصوت عظیم کالاسد یزئر فعند ما صاح تکلمت الرعود السبعۃ باصواتہا ؛ فلما تکلمت السبعۃ رعود اردت ان اکتب فسمعت صوتا من السمآء یقول اختم ما تکلمت السبعۃ رعود ولا تکتبہ ؛ والملک الذی رأیتہ قائما علی البحر وعلی الارض رفع یدہ الیمنی الی السمآء ؛ واقسم بالحی الی ادھار الادھار الذی خلق السمآء وما فیہا والارض وما علیہا والبحر وما فیہ انہ لا یکون زمان من بعد ؛ ولاکن فی الایام التی یصوت فیہا الملک السابع بالبوق السابع یتم سر اللہ الذی بشرت بہ عبیدہ الانبیاء نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء فصل ۱۰ شررویۃ یوحنا ترجمہ اسکا فارسی انجیل سے یہ ہے۔ (۱) و فرشتہ تنومند دیگر را دیدم کہ از آسمان نازل مے شد و پوشیدہ بود بابرے و قوس قزح بر سرش و صورتش چوں آفتاب و پایہائش چوں ستونہائے آتش مے بود (۲) و داشت در دست خود کتاب کوچک کشادہ و نہاد پائے راست خود را بر دریا و چپش را بر زمین (۳) و بآواز بلندی چوں غرش شیر فریاد نمود و چوں فریاد نمود ہفت رعد صداہائے خود را دادند (۴) و چوں آں ہفت رعد صداہائے خود را دادند من در ارادہ نوشتن بودم کہ آوازے را از آسمان شنیدم کہ مرا گفت بر آنچہ آں ہفت رعد گفتند

مہر کن و آں را منویس (۵) و دیدم آں فرشتہ را کہ بر دریا و زمین استادہ بود کہ دست خود را بآسمان بلند نمود۔ (۶) و سوگند یاد کرد کہ بآنکس کہ تا ابد الآباد زندہ است و آسمان و ابادیش و زمین و ابادیش و دریا و ابادیش را آفریدہ کہ دیگر زمان نخواہد بود۔ (۷) بلکہ در ایام فرشتہ ہفتم ہنگامیکہ صور دمد سر خدا بغایت خواہد انجامید چنانچہ ببندگان خود پیغمبران خبر دادہ است نسخہ فارسی عہد جدید جو ۱۸۷۸ء کا مطبوعہ ہے۔ اور ترجمہ اردو یہ ہے (۱) میں نے اور ایک زور آور فرشتہ کو آسمان سے اوترتے دیکھا جو بادل پہنے ہوئے ہے اور اوس کے سر پر قوس قزح اور اوسکا چہرہ سورج کی مانند اور اوس کے پاؤں آگ کے ستون کی مانند تھے۔ (۲) اوس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی کھلی ہوئی کتاب تھی اور اوس نے اپنا داہنا پانو سمندر پر اور بایاں پانو زمین پر دھرا (۳) اور آواز بلند سے جس طرح ببر گرجتا ہے پکارا تب سات بادل گرجے۔ (۴) جب سات بادل گرج چکے میں لکھنے پر تھا اور مینے آسمان سے ایک آواز یہ کہتے ہوئے سنی کہ ان باتوں پر جنہیں سات رعدوں نے بیان کیا مہر کر اور مت لکھ (۵) تب اوس فرشتہ نے جسے مینے سمندر اور زمین پر کھڑے دیکھا اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا (۶) اور اوس کی جو ہمیشہ زندہ ہے اور جسنے آسمان کو اور سب کچھ جو اوس میں ہے اور زمین کو اور سب کچھ جو اوس میں ہے اور سمندر کو اور سب کچھ جو اوس میں ہے پیدا کیا قسم کر کے کہا کہ ابتک زمانہ نہیں ہے (۷) بلکہ ساتویں فرشتہ کی آواز کے وقت جب وہ پھونکنے پر ہوگا خدا کا راز جیسا کہ اوس نے اپنے نبیوں کو ظاہر کیا پورا ہوگا انتہی عہد جدید مطبوعہ ۱۸۹۲ء اور اسکے حاشیہ سے ثابت ہے کہ یہ مکاشفات ۱۸۹۶ عیسوی کے ہیں اب ہم اس مکاشفہ کی شرح بطور تعبیر کے لکھتے ہیں۔ ورس اول میں لکھا ہوا ہے کہ وہ فرشتہ جو آسمان سے مکاشفہ یوحنا میں اوترتے ہوئے دکھائی دیا بڑا قوی اور تنومند تھا یہی صفت اوس فرشتہ کی ہے یعنی حضرت جبریل کی جو قرآن مجید میں بھی لکھی ہوئی ہے کما قال اللہ تعالےٰ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ علمہ شدید القوٰی ذو مرۃ یعنی وہ نہیں بولتا اپنی خواہش سے وہ کلام اوسکا تو وحی ہی ہے جو اوسکی طرف بھیجی جاتی ہے تعلیم کیا ہے اوسکو اوس فرشتہ نے جو سخت قوتوں والا ہے باعتبار جسم کے اور صاحب طاقت روحانی کا ہے بلحاظ عقل اور روحانیت کے۔ اور یہی مضمون ورس مذکور میں موجود ہے کہ اوسکا چہرہ سورج کی مانند تھا یعنی قوائے روحانی اوس کے جو اعلیٰ درجہ میں ہیں نہایت درجہ پر روشن تھے اور اوس کے پانو آگ کے ستونوں کی مانند تھے یعنی قوائے جسمانی اوس کے جو اسفل میں ہیں بہت قوی تھے۔ اور ورس دوم کا مضمون بھی سورہ فاتحہ پر صادق آتا ہے کیونکہ مصحف عربی میں کتاب کے ایک حصہ کو کہتے ہیں جسکو کراسہ بھی کہا جاتا ہے اور سورہ فاتحہ کتاب اللہ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی ہے اس لیے عربی نسخہ بیبل میں مصحفا مفتوحا اوسکی نسبت لکھا ہوا موجود ہے یعنی وہ مصحف جس سے کتاب اللہ شروع کی گئی ہے اور یہی معنے فاتحہ الکتاب کے ہیں اور چونکہ اس سورہ کا نزول واسطے اصلاح

بحر و بر کے ہوا ہے لہذا داہنا پیر اوس فرشتہ کا سمندر میں اور بایاں پیر اوسکا خشکی پر مکاشفہ میں منکشف ہوا۔ اور ورس سوم کا مضمون بھی سورہ فاتحہ پر بخوبی صادق آتا ہے کیونکہ سورہ فاتحہ کا نزول جس کو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم فرمایا ہے ایک بڑی شان جلالی کے ساتھ ہوا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا یعنی بے شک ہم اوتارتے رہے تم پر کلام بھاری ایضاً ولو انزلنا ھذا القراٰن علی جبل لراٰیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ اور اگر اوتارتے ہم قرآن کو کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے اوسکو خوف سے جھکا ہوا اور پھٹا ہوا۔ اور اس لیے احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم کو وقت نزول وحی کے کیفیات شاقہ پیدا ہو جاتی تھیں۔ اور جو ورس چار وغیرہ تا آخر میں لکھا ہوا ہے وہ بھی سورہ فاتحہ کی نسبت خود قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ یہ سورہ ہم نے بے شک تجھی کو عطا فرمائی ہے یعنی نہ اور کسی نبی کو۔ کما قال اللہ تعالیٰ ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقراٰن العظیم اور ظاہر ہے کہ سورہ فاتحہ کی سات ہی آیتیں ہیں جیساکہ اس آیت کی تفسیر میں احادیث اصح الصحاح سے ثابت ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہی ہے اور ان ورسوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سات ہی بادلوں نے گرج کر سات کلام بیان کیے اور رعدہائے ہفتگانہ نے بڑے زور شور سے اونکو تلاوت کیا اور نیز بڑے شد و مد سے فرشتہ آسمانی نے باسبات قسم کھائی کہ ابھی تک اس مصحف مفتوح کے نزول کا وقت نہیں آیا اس لیے اوسکو نہ لکھنے کے لیے اور اوسپر مہر کرنے کے لیے یعنی مخفی رکھنے کے لیے سخت تاکید کی۔

اب ہم نظر ثانی کرتے ہیں کہ ان ساتوں آیتوں کا مضمون آنحضرت صلعم کے زمانہ بعثت میں واقع ہوا یا نہیں اگر واقع ہوا ہے تو بالضرور یہ مصحف مفتوح آپ کو دیا گیا ہے والا فلا۔ ہر ایک اہل بصیرت کو بہ تواتر یہ بات معلوم ہے کہ مکی حالت میں آنحضرت صلعم فداہ ابی و امی مشرکین اور مخالفین کیطرف سے بظاہر بہت ستائے گئے اور جو کوئی اسلام میں داخل ہوا اوسپر مخالفین کی طرف سے طرح طرح سے اوس حالت میں ظلم کیے گئے حتیٰ کہ خود آنحضرت صلعم کے بارہ میں قتل کے منصوبے تجویز ہوئے اور بالآخر آپ کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ ہاں حالت مدنی میں آغاز فتح بدر سے فتوحات عظیمہ حاصل ہونی شروع ہوئیں پس اب ہم کہتے ہیں کہ یہ سورہ فاتحہ جو اوایل میں آپ کو عطا ہوئی ہے جیساکہ اتقان اور تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہوا ہے اس نام فاتحہ میں ایک بشارت یہ دی گئی کہ اگرچہ تم کو تبلیغ ما انزل اور دین اسلام میں تکالیف اور مصایب بھی پیش آویں گے لیکن اوسکے ساتھ ہی خزائن علوم کے برکات اور خزائن ملکی کی فتوحات عظیمہ بھی تمکو حاصل ہوں گی جیساکہ واقع ہوا جسکا علم بہ تواتر ہمکو حاصل ہو چکا ہے۔ اب دیکھو بسم اللہ میں جو تین اسماء اللہ رحمٰن اور رحیم ہیں اونمیں حسب ذیل بشارات ہیں اسم اللہ کا مشعر ہے اس طرف کہ علوم الٰہیات اور نیز اوسکے اسما کا علم جنکا شمار ہزاروں سے بڑھکر ہے اور جنپر تمام

علوم دینیہ کا دارومدار ہے تمکو حاصل ہوگا کما وقع دیکھو علوم مدونہ اہل اسلام کو۔ الرحمن اور الرحیم میں یہ
اشارہ ہے کہ حسب مقتضائے صفت رحمانیت اور رحیمیت کے نعمائے دین و دنیا کی تمکو عطا کیجاوینگی۔ اب
دیکھو کہ جو لوگ محض امی بکریوں کے چرانے والے تھے اونکو کیسی کیسی وہ نعمائے دنیا و دین کی عطا فرمائی گئیں جن سے
پہلی امتیں محروم رہیں تھیں اسی لیے الحمد للہ میں اون نعمتوں کے شکر کی طرف متوجہ کیا گیا رب العلمین میں
یہ اشارہ ہوا کہ حسب مقتضائے اپنی صفت ربوبیت عامہ کے آپکے وجود باجود کو تمام عالموں کی رحمت کے لیے دنیا میں
رسول کرکے بھیجا ہے کما قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین اب دیکھو اوسکی ربوبیت عامہ کے
تقاضے کو کہ جس دین اسلام کی تبلیغ کے لیے وہ رحمۃ للعالمین ایک چھوٹی سی بستی میں مبعوث ہوئے تھے اولاً اوسکے
آغاز پر نظر کرو کہ سوائے ایک یا دو آدمیوں کے تیسرا شخص کوئی نہیں تھا اور پھر جو بتدریج ترقی ہوتے ہوتے اس
درجہ کمال کو پہنچا اوسکو اس زمانہ مسیح موعود میں نظر کرو کہ اب کسقدر انسان دین اسلام میں موجود ہیں اور کیسی
کیسی برکات روحانی اور فیضان نورانی اوسمیں پائے جاتے ہیں جو کسی دوسرے مذہب میں تمام دنیا کے مذاہب میں سے
نہیں پائے جاتے دیکھو اس مسیح موعود اور مہدی معہود کو جو مصداق ہے اس شعر کا ؎

الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمد + مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر اینصد۔

صدق اللہ تعالیٰ انا اعطیناک الکوثر الی قولہ تعالیٰ وان شانئک ہو الابتر کمرر الرحمن الرحیم میں
یہ بشارت ہے کہ تمام آفات مہلکہ سے آپ محفوظ رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی صلوات ہمیشہ آپ پر اور آپکے متبعین پر
روز افزوں پہنچتی رہیں گی دیکھو کوئی بستی مشہور دنیا میں ایسی نہیں ہے کہ اوس میں نماز ہائے پنجگانہ اور دیگر
اوقات میں آپ پر صلوات نہ بھیجی جاتی ہوں صدق اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی
یاایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اور اوسکے تمام فرشتے
اوس نبی موعود پر جسپر سورہ فاتحہ نازل ہوئی ہے رحمت اور درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی سب ملکر
صلوۃ اور سلام اوسپر بھیجتے رہو مالک یوم الدین میں یہ اشارت پر بشارت ہے کہ عالم معاد میں بھی
اللہ تعالیٰ حسب مقتضا اس صفت مالکیت کے آپکے متبعین اور پیرو اونکو جنات عدن میں داخل کریگا اور
مخالفین اشقیا کو درکات جحیم میں پہنچاویگا کیونکہ تمام اعتقادات صحیحہ اور اعمال صالحہ کا بیان مجمل اسی چھوٹی سی سورہ
فاتحہ میں موجود ہے جس کے علم اور عمل سے انسان جنات الفردوس حاصل کرسکتا ہے۔ ایاک نعبد میں یہ
اشارہ ہے کہ جملہ انواع عبادات کی خواہ جسمانی ہوں یا روحانی قلبی ہوں یا قالبی اون سب کا علم بواسطہ اس سورہ
فاتحہ کے تمکو دیا گیا ہے جسکی تفصیل قرآن عظیم میں موجود ہے ایاک نستعین میں یہ اشارہ ہے کہ چونکہ
اس طرز سے مدد کا مانگنا ہم نے ہی سورہ فاتحہ میں تمکو سکھایا ہے اس لیے ہماری اعانت بمقابلہ مخالفین کے ہمیشہ تمکو

پہنچتی رہے گی دیکھو اون متواتر اعانتوں الہیہ کو جو نبی کریم صلعم اور اُنکے متبعین خالصین کو زمانہ ماضی میں پہنچتی رہی ہیں اور ہمکو اوسکا علم بہ تواتر حاصل ہے اور اس قرن میں اوس اعانت الٰہی کو بذریعہ مسیح موعود ہم مشاہدہ کر رہے ہیں عیاں را چہ بیان - اهدنا الصراط المستقیم میں یہ اشارہ ہے کہ علوم ظاہری اور باطنی میں تمکو وہ سیدھا راستہ عنایت کیا جاوے گا کہ تمھارے استدلال ظاہری سے بھی تمام مخالفین عاجز رہیں گے اور تمھارے روحانی حربوں سے بھی بسبب مزید تصفیہ قلب کے تمام حکما اور فلاسفر مغلوب اور نیچے ہو جاویں گے کیونکہ خط مستقیم ہی تو باقی خطوط منحرفہ سے اقصر الخطوط ہوا کرتا ہے - اور صراط الذین انعمت علیهم میں یہ بشارت دیگئی ہے کہ تمھاری امت کو تمام مدارج انبیا اور مراتب اولیا کے وقتاً فوقتاً الیٰ یوم القیامہ مرحمت کرتے رہیں گے اس لیے کہ یہ سورہ فاتحہ جامع ہے تمام اعتقادات صحیحہ اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی - جسکی تفسیر باقی قرآن مجید میں ہے غیر المغضوب علیهم ولا الضالین میں یہ اشارہ ہے کہ ماسوا تمھارے اور تمھارے متبعین کے جو لوگ سورہ فاتحہ کے مخالف ہیں وہ سب کفار اور فساق ہیں جنکے اعمال بھی فاسد ہیں اور اخلاق بھی ردی ہیں اور اعتقادات بھی باطل ہیں اور وہی مغضوب علیهم ہیں یا ضالین ہیں اگرچہ یہ جملہ امور جو مختصراً سورہ فاتحہ کے مضامین ہیں آنحضرت صلعم سے لیکر اس امت مرحومہ کے اولیا روحانی اور علمائے ربانی میں بہ تواتر منقول ہوتے چلے آئے ہیں مگر بایں خیال کہ کوئی شخص یہ کہے کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ - اس لیے ہم اپنے زمانہ میں بھی اسکا ثبوت کامل دیے دیتے ہیں تاکہ پورے طور پر اتمام حجت ہو جاوے جب راس صدی چہاردہم کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں تو اس امر کو موجود پاتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نے کتاب براہین احمدیہ کے صفحات ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ سورہ فاتحہ مع قرآن مجید اور اوسکی معارف اور حقایق اور خواص کے مجھکو عطا ہوئی ہے اور اس کی طرف تمام لوگوں کو دعوت بھی کرتے ہیں -

اب ہم چاہتے ہیں کہ اونکے اس دعوے کی حقیقت پر نظر اور غور کریں تو بعد نظر اور غور کرنیکے اس دعوے کی حقیقت کو کالشمس فی النہار ہم ثابت پاتے ہیں کیونکہ واقعات اس مدت ۲۵ یا ۲۶ سال کو اونکے دعوے کی صداقت کے لیے شواہد قطعیہ دیکھتے ہیں اور چونکہ واقعات کا انکار نہیں ہو سکتا لہٰذا اونکا یہ دعویٰ ایک صداقت ثابت شدہ ہوگا - اب ہم ہر ہفت آیات سورہ فاتحہ کے مضامین پر نظر کرتے ہیں کہ وہ مضامین ہفت گانہ فاتحہ کے یہاں پر کیونکر واقع ہوئے - اوّل وہ زمانہ لوجو نفخ صور بسم اللہ کا زمانہ ہے تو اس بعثت مسیح موعود کے اوائل زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ اوس میں آغاز کتاب براہین احمدیہ کا ہوا تھا جس میں تمام واقعات آیندہ متعلق بعثت زمانہ مسیح موعود کی خبریں بطور پیشین گوئی کے مندرج تھیں جو اس تحریر کے وقت تک صدہا واقع ہو چکیں اور آیندہ ہوتی رہیں گی دیکھو کتاب تریاق القلوب وغیرہ کو - اور اسی اوائل زمانہ میں (۱۶۰۰)

اشتہارات تبلیغ حقیقت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کے تمام دنیا میں بھی شایع کیے گئے جن سے ایک غلغلہ اور آوازہ
حقیقت قرآن مجید اور نبوۃ محمدیہ کا تمام چاردانگ عالم میں پہنچ گیا اور جملہ ادیان باطلہ کا ایوان متزلزل ہوگیا گما
قیل ؎ چو صیتش در افواہ دنیا فتاد ✦ تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد ۔ اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ متعدد
تفاسیر متضمن حقایق و معارف سورہ فاتحہ کی عربی فارسی اردو میں متحدیانہ آپکے قلم سے نکلکر تمام دنیا میں شایع
ہوئیں جنکے مقابلہ پر کوئی مخالف آجتک قادر نہیں ہوسکا پس اگر یہ اوائل زمانہ میں نفخ صور بسم اللہ کا اس
مسیح موعود کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوا تھا تو یہ صدہا پیشین گوئیاں مندرجہ براہین احمدیہ کیوں واقع
ہوئیں۔ اور پھر اشاعت (۱۶۰۰) اشتہار کی توفیق اوسکو کیونکر دی گئی۔ اور پھر اون تفاسیر متحدیانہ سورہ فاتحہ
صرف اوسی کو قدرت کیوں دی گئی اور اوس کے مخالفین اون تفاسیر کے مقابلہ کرنے سے کیوں عاجز رہے
باوجودیکہ بذریعہ اشاعت اشتہارات غیرت دہ کے اونکو غیرت بھی دلائی گئی تھی ان واقعات سے ثابت ہوا
کہ یہی اوائل زمانہ یعنی راس صدی چہاردہم اس مسیح موعود کیلیے بسم اللہ کے نفخ صور کا زمانہ تھا جس میں حسب مقتضائے
اسم ذات اللہ اور تقاضائے صفات رحمٰن و رحیم کے حقیقت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کا غلغلہ تمام چاردانگ عالم
میں ایسا برپا ہوگیا کہ اوسکی نظیر اس تیرہ صدی میں (بجز اوس نبی آخر الزمان کے جسکو اول بالذات یہ سورہ فاتحہ مرحمت
ہوئی تھی) اور نہیں پائی جاتی۔ پھر ہم نظر کرتے ہیں کہ الحمد للہ رب العٰلمین کے نفخ صور کا زمانہ اس کے بعد
آیا یا نہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ضرور آیا کیونکہ ہم نے مشاہدہ کرلیا کہ بعد دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کے
شایع ہونیکے ایک عالم یعنی تمام اہل مذاہب بیرونی و اندرونی دنیا بھر کے اوسکی مخالفت اور عداوت میں مستعد
و کمر بستہ ہوگئے اور اوس کے قتل اور ہلاک کرنے میں کوئی دقیقہ اونھوں نے فروگذاشت نہ کیا اور جس امر
کے لیے اللہ تعالیٰ نے اوسکو مبعوث فرمایا تھا اوسکے روکنے کے لیے سبنے اجماع کرکے ہزاروں طرح کی تدابیر
اور جان توڑ کوششیں کیں۔ مگر سب کے سب اپنے ان ارادوں میں نامراد اور ناکام رہ کر خود ہی ذلیل ہوگئے۔ مگر وہ
مرد میدان کا اللہ تعالیٰ کی محامد اور صفات حمیدہ کو اور نیز اوس کے رسول آخر الزمان کی عظمت شان کو دنیا
میں برابر شایع کرتا رہا اور مخالفین کی عداوتوں سے اوسکا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا پس اگر یہ مدعی آیت الحمد للہ
رب العٰلمین کی تجلیات کا مورد کامل نہیں تھا تو ایسا کچھ کیوں واقع ہوا اور اسی زمانہ کا یہ مقتضا ہوا کہ
آئینہ کمالات۔ برکات الدعا۔ کرامات الصادقین وغیرہ وغیرہ جیسی کتابیں اوسکی طرف سے دنیا میں شایع
ہوئیں۔ اور علاوہ اسپر یہ ہوا کہ اس زمانہ میں فتوحات عظیمہ کا دروازہ بھی کھلنا شروع ہوگیا۔ اسمیں وجہ
الرحمٰن الرحیم کی تجلیات مکرر نے اپنے ورود سے اوسکی صداقت کو اور ثابت کردیا کہ بالضرور سورہ فاتحہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوسکو عطا کی گئی ہے۔ اسی کے بعد زمانہ مالک یوم الدین کا بطور نمونہ اور ظل کے

دنیا میں ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ اگر کل دارمدار وعد اور وعید دین اسلام کا قیامت ہی پر رکھا جاوے تو پھر مابہ الامتیاز درمیان دین اسلام اور دیگر ادیان باطلہ کے کیا ہوگا اس لیے اس زمانہ وسط میں مکذبین پر تباہی اور ہلاکت کا آنا شروع ہوگیا دیکھو واقعات لیکھرام آتھم اور غلام دستگیر وغیرہ وغیرہ کو کہ کیونکر حسب الہامات شائع شدہ ہلاک اور تباہ ہوگئے اور موافقین مخلصین اپنے مراتب اخلاص اور عرفان کے موافق کامیاب اور بامراد ہوئے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مامور من اللہ کے زمانہ اوسط میں ایک نمونہ یوم الدین کا ضرور واقع ہوجاتا ہے تاکہ اوسکی صداقت ہر ایک اہل بصیرت پر واضح اور لائح ہوجاوے اور مخلصین میں اخلاص واسطے عبادت الٰہی کے ترقی کرے اور خاص اللہ تعالیٰ کی ہی جناب میں استعانت کرنے سے اونکو اعانت الٰہی پہنچے سو ایسا ہی واقع ہوا کہ اوسوقت میں ہزاروں بندگان خدا نے اوسکے ہاتھ پر شرک خاصہ نصاریٰ سے توبہ کی اور عبادت الٰہی کو شرک عیسوی سے خالص اور منزہ کیا والحمد للہ کہ بجائے ربنا المسیح کے (جسمیں نادان اہل اسلام بھی کسی قدر اونکے شریک حال ہوگئے ہیں) اب خالص ربنا اللہ کا نعرہ ہر ایک مخلص کی زبان سے بلند ہوا اور یہی تجلی ہے ایاك نعبد وایاك نستعین کی جو جماعت احمدیہ میں ہر ایک شخص اہل بصیرت کو مشاہد ہو رہی ہے حتیٰ کہ عیسائی دجاجلہ ان تجلیات احمدیہ سے فرار کرنے لگے ہیں اس لیے اب کسی بڑے پادری دجال کی بھی مجال نہیں کہ کسی احمدی بھائی کا مناظرات میں مقابلہ کرسکے پس اگر اس تجلی ایاك نعبد وایاك نستعین کا یہ مسیح موعود مورد نہیں تھا تو پھر یہ دجاجلہ ہر ایک احمدی سے کیوں فرار کرنے لگے ہیں۔ اب دعا اھدنا الصراط المستقیم جو اس فاتحہ میں تعلیم فرمائی گئی ہے اوس میں سر یہ ہے کہ اولاً تو جب کوئی بادشاہ اپنی رعایا میں سے کسی کو کوئی درخواست اپنی طرف سے ارشاد فرماوے کہ ہمارے دربار میں اس قسم کی درخواست گذرانو تو اس حکم کے نفاذ سے ہر ایک اہل بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ بادشاہ کو اوس مطلوب شے کا عطا کرنا مقصود ہے لاغیر۔ ثانیاً تمام انبیا اولیا اور حکما کا اس امر پر اجماع چلا آتا ہے کہ دعا میں بہت بڑی تاثیر ہے یہانتک کہ یہ مقولہ مشہورہ ہے کہ الدعاء لاستجلاب المطالب کالفکر لاستجلاب العلوم اس لیے اس دعا کے سکھانے سے ثابت ہوا کہ اس امت کے لیے اس زمانہ میں تمام امور دینیہ اور دنیویہ میں صراط مستقیم کا عطا فرمانا بذریعہ مسیح موعود و مہدی معہود جناب الٰہی کو منظور ہے کیونکہ تمام بحر و بر میں افراط و تفریط واقع ہو رہی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظھر الفساد فی البر والبحر ایضاً فرمایا وکذلك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا پس اولاً و بالذات تو یہ صراط مستقیم اوس رسول کو عطا فرمایا گیا جسپر اولاً یہ سورہ نازل ہوئی اور اس زمانہ آخری میں وہ صراط مستقیم مسیح موعود کو عطا ہوا ہے

کہ وہ تمام اپنی تعلیمات میں افراط و تفریط کو ترک کر کر اوساط کو اختیار کر رہا ہے دیکھو اعتقادات الٰہیات کو۔ اوسکی کتابوں میں نہ تو وہ تعلیم ہے جس سے صفات الٰہیہ کی نفی ہوتی ہو اور نہ اس طرح پر اثبات صفات کا ہے جس سے تشبیہ جسمانی لازم آوے نہ بالکل جبر ہے نہ بالکل تفویض ہے نہ نفی ہے کلام آلہی کی جیسا کہ مخالفین مکالمات الٰہیہ کی نفی کر رہے ہیں اور نہ اوس طرح پر اثبات ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے زبان اور موتھہ کا ہونا لازم آجاوے تعلیم اخلاق میں کیسی تہذیب فرما رہا ہے کہ لایعنی علوم اور فکرات سے قوت نظریہ کے بچانیکے لیے تعلیم فرماتا ہے اور نظر و فکر کو معطل کر دینے سے بھی بچاتا ہے قوت شہویہ کو اس طرح پر تہذیب فرما رہا ہے کہ لذات کے انہماک سے بھی روکتا ہے اور جس امر کی اجازت عقلاً و شرعاً ہووے اوس کے استعمال کے لیے تعلیم فرماتا ہے اور چونکہ اس زمانہ میں عموماً قوت غضبیہ میں بڑا افراط ہو رہا تھا جو موجب فساد اور نقص امن کا ہے اس لیے اوسکی تعلیم میں بموجب فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ کے اوس قوت کا بالکل فرو کر دینا پایا جاتا ہے جو مقتضا اوس کی صفت خاصہ یضع الحرب کا ہے کیونکہ قوت غضبیہ کی اصلاح بغیر اس تدبیر کے نہیں ہو سکتی تھی کہ العلاج بالضد مقولہ مشہورہ ہے۔ پس جبکہ اوسکی کتابوں میں ہر ایک امر کے لیے صراط مستقیم کی تعلیم پائی جاتی ہے تو اس سے بحکم دلیل انی کے ثابت ہوا کہ صراط مستقیم کی تجلیات کا وہی الفرد مورد ہے۔

اب واضح ہو کہ سورہ فاتحہ کی آخری آیت ہفتم یعنی صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تجلی کا مورد اگرچہ آنحضرت صلعم کا آخری زمانہ اولاً و بالذات تھا مگر چونکہ آپ خاتم النبیین (صلعم) ہیں اور آپکے زمانہ بعثت و نبوت کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے اس لیے واسطے اتمام حجت آخری زمانہ کے اور نیز اسلیے کہ اس آخری زمانہ میں شیطان اور باطل ہی بڑی قوت اور زور کے ساتھ حق اور اسلام کا مقابلہ کر رہا ہے اس آیت آخری سورہ فاتحہ کی تجلیات زمانہ مسیح موعود میں ہی بڑی زور و شور سے واقع ہوتی لکھی ہوئی ہیں اور تمام انبیاء اس آخری زمانہ کر راز آلہی کی خبر دیچکے ہیں جیسا کہ ورس ہفتم میں لکھا ہوا ہے۔ ولاکن فی الایام التی یصوت فیہا الملک السابع بالبوق السابع یتم سر اللہ الذی بشرت بہ عبیدہ الانبیاء ترجمہ اسکا اردو میں گذر چکا دیکھو ورس ۵ و ۶ و ۷ کو (۵) تب اوس فرشتہ نے جسے مینے سمندر اور زمین پر کھڑی دیکھا اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا (۶) اور اوسکی جو ہمیشہ زندہ ہے اور جس نے آسمان کو اور سب کچھ جو اوس میں ہے اور زمین کو اور سب کچھ جو اُسمیں ہے اور سمندر کو اور سب کچھ جو اُس میں ہے پیدا کیا قسم کر کے کہا کہ اب تک زمانہ نہیں ہے (۷) بلکہ ساتویں فرشتہ کی آواز کیوقت میں جب وہ پھونکنے پر ہوگا خدا کا راز جیسا اوس نے اپنے بندوں نبیوں کو ظاہر کیا پورا ہوگا انتہیٰ حاصل کلام یہ ہے کہ زمانہ مسیح موعود میں جو حقیت کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کے کمال ظہور کا زمانہ ہے فتح اسلام بڑے زور و شور سے واقع ہوگی جس کا غلغلہ آسمان تک بلند ہوگا اسی لیے فرشتہ نے آسمان کی بھی قسم کھائی اور کلام نبوت

میں اوسکی مطابق یوں واقع ہوا کہ لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس اور اُسوقت
تمام اطراف زمین میں آوازہ دین اسلام کا پہنچیگا اسی لیے فرشتہ نے زمین کی قسم کھائی اور سمندر بھی بسبب کثرت جہاز ہائے
دخانی اور بادی کے اس صیت اور آوازہ سے خالی نہ رہیں گے اسی لیے سمندر کی بھی قسم کھاکر یاد دلایا اور مخالفین
دین اسلام کے مغضوب اور ضالین کے مصداق ہوکر ہلاک اور تباہ یا ضایع ہوجاویں گے کما قال اللہ تعالیٰ لیظہرہٗ
علی الدین کلہ اور اب واقعات بتلا رہے ہیں کہ یہ زمانہ اب شروع ہوگیا ہے کیونکہ اب اون حوادث کا وقوع شروع
ہے جو کبھی پہلے زمانوں میں مجموعی طور پر نہیں ہوا تھا دیکھو گیارہ بارہ برس سے طاعون تمام دنیا میں کس زور سے حملہ کر رہا
ہے اور زلازل شدیدہ نے بہت سے ملکوں کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ جس طرح پر خسف ارض اس زمانہ میں واقع ہوئے ایسے
خسف اس تیرہ سو ۱۳۰۰ سال میں کب واقع ہوئے تھے اور کسی مقام پر طوفان گردباد سے اور کہیں زمینی یا آسمانی آگ سے
تباہی واقع ہوئی۔ پس ان واقعات نے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ زمانہ وہی ہے جس میں تجلیات انعمت
علیہم کی مسیح موعود اور اوسکی جماعت کے لیے وارد ہو رہی ہیں۔ اور مغضوب علیہم اور ضالین کے مصداق
اوسکے مخالفین ہیں اور یہ زمانہ تو صرف ایک قیامت کا نمونہ ہی ہے مگر قیامت میں تو اس کا پورا ظہور ہوگا کیا سچ فرمایا مسیح
موعودؑ نے ؎ خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ٭ جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے۔
ثم قول ؎ کہیں بھونچال ہوکر دشمنوں کے گھر گراتی ہے ٭ کبھی ہوکر وبادہ صورت طاعون لاتی ہے۔
قال المسیح الموعود علیہ السلام ؎ غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے ٭ بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے۔
اور جیسا کہ ان درسوں سے ثابت ہوا کہ اوس مصحف مفتوح میں تمام علوم اولین اور آخرین کے بطور
راز کے جمع کیے گئے ہیں اور انبیاء مجملاً اون کی خبر دیتے رہے ہیں اس لیے اہل اسلام میں بھی اس سورہ فاتحہ
کا نام اُمّ الکتاب بھی ہے اتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن سابط
قال فی ام الکتاب کل شیٔ ہو کائن الیٰ یوم القیامۃ پس جبکہ واقعات زمانہ مسیح موعودؑ
نے بموجب مکاشفات یوحنا باب دس کے صداقت دعویٰ مندرجہ براہین احمدیہ پر شہادت دے دی۔
فاین المفر للتکذیب والانکار فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منتخب از احسن البیان فی براہین القرآن

یکم نومبر ۱۹۰۶ء

ایک نیا معترض نمبر ۲

سال گذشتہ میں خواجہ غلام الثقلین صاحب ایڈیٹر عصر جدید نے ایک مضمون سلسلہ احمدیہ کے خلاف بعنوان قادیانی تحریک شایع کیا تھا جسکے انہی دنوں میں تین جواب شایع کیے گئے تھے۔ ایک الحکم میں ایک بدر میں اور ایک اس رسالہ میں۔ انہیں سے آخری مضمون کا جواب اب خواجہ صاحب نے عصر جدید کے گذشتہ ستمبر کے پرچے میں بعنوان قادیانی تحریک نمبر ۲ شایع کیا ہے۔ مضمون اول میں خواجہ غلام الثقلین صاحب نے چار اصول سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کے لیے قائم کیے تھے یعنی عدل و انصاف۔ کفایت شعاری۔ سعی و محنت اور اتفاق قومی۔ میں نے انکی اس بحث کی غلطی کو ظاہر کر کے دکھایا تھا کہ یہ وہ اصول نہیں جو کلام ربانی میں حق اور باطل کے درمیان امتیازی نشانوں کے طور پر قائم کیے گئے ہوں۔ نہ ہی ان باتوں پر زور دیکر ہم کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ بلکہ امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعیٔ نبوت میں وہ ہے جس کو قرآن کریم نے اس پختہ اور حتمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا۔

اب میری بحث کے حصہ اول پر خواجہ صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جس سے اگر میں یہ قیاس کر لوں کہ انہوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا ہے تو شاید غلطی پر ہوں۔ مگر بحث کے حصہ دوم پر ایڈیٹر صاحب عصر جدید کو سخت اعتراض ہے مگر اس اعتراض کے کرنے میں خواجہ غلام الثقلین کے ہی الفاظ میں اگر میں یہ کہوں کہ ”یا تو حد درجہ کا دھوکہ دیا جاتا ہے یا انتہا درجہ کی سادہ لوحی برتی جاتی ہے“ تو خواجہ صاحب کے مہذب طرفدار مجھے معذور سمجھیں۔ خواجہ صاحب نے نہایت ناانصافی سے میری اصل بات کو بیان نہ کیا کیا اچھا ہوتا کہ وہ میری اصل بحث کو جو صرف تین ہی ورق تھے نقل کر کے اسپر رائے زنی کرتے تا انکے ناظرین کو صحیح طور پر موازنہ کرنیکا موقع ملتا کہ مباحثین میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ میری اس کل بحث کو خواجہ غلام الثقلین صاحب نے نہایت ظلم کر کے ان مختصر الفاظ میں پیش کیا ہے کہ ”وہ چلتی کا نام گاڑی“، اور پھر یہ فرض کر کے اسپر چند ایک اعتراض کیے ہیں۔ میں خواجہ صاحب کی اس ناانصافی کو اور کسی طرح سے ظاہر نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ اسی مضمون کا ایک حصہ اسجگہ دوبارہ نقل کر دوں اور میں عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب سے اس بات کی التجا کرتا ہوں کہ اس مضمون کو اپنے پرچے میں نقل کر کے اسکا جواب تحریر فرماویں تا کہ انکے ناظرین کسی دھوکے میں نہ رہیں اگر انکو واقعی احقاق حق منظور ہے تو اس میں انکا کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ فقرہ یہ ہے:

”اب چند سطروں میں میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و تائید کے کیا کیا وعدے کیے اور کیونکر وہ وعدے پورے ہو رہے ہیں۔ میں یہ جانتا ہوں کہ دنیا میں جو لوگ کوئی کام کرتے ہیں وہ کامیاب بھی ہوتے ہیں اور ناکام بھی۔ پس خالی کامیابی یا ناکامی سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اپنے

ان خاص بندوں کے ساتھ جنپر وہ اپنا کلام نازل فرماتا ہے اور جنکو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور فرماتا ہے یہ سنت قدیمہ ہے کہ وہ پہلے ایسے حالات میں جب چاروں طرف سے ناکامی ہی ناکامی نظر آتی ہے انکو بذریعہ وحی مطلع فرماتا ہے کہ وہ آخر میں غالب اور منصور کیے جاوینگے اسکی دو غرضیں ہوتی ہیں اول یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو ہر قسم کے غموم و ہموم کے اوقات میں جب لوگ ان کی باتوں کو رد کرتے ہیں اور ہر قسم کے مصایب اور تکالیف اور ایذاؤں کے زمانے میں جو مخالفین کی طرف سے انکو پہنچائی جاتی ہیں۔ خدا کے زندہ اور طاقتور کلام سے تسلی ملتی رہے اور دوسرے یہ کہ انبیاء علیہم السلام کا ناکامیوں کے بعد آخر کامیاب ہونا دنیا کے لیے ایک نشان ٹھہرے اور تا معلوم ہو کہ انکی کامیابی اتفاقی امر نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ کے خاص ارادہ اور منشاء سے یہ انکی نصرت ہوئی ہے۔ اور تا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور علم پر اس کے بندوں کو یقین تام حاصل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت اسوقت یہ خبر دی جب انکی کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ اسی لیے قرآن شریف کی تمام کی سورتیں ابتدا سے لیکر آخر تک اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں سے بھری پڑی ہیں کہ آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ساتھی غالب اور منصور و مظفر ہونگے اور ہر ایک روک جو انکی کامیابی کی راہ میں آویگی اُٹھا دی جاویگی۔ اور پھر آخر مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام وعدوں کو پورا فرما کر تمام مخالفین پر اتمام حجت کی چنانچہ جب یہ آخری اور عظیم الشان فتح اور کامیابی کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر یعنی ہم نے کھلی کھلی فتح عطا فرمائی تا وہ تمام اعتراض جو پیغمبر پر کیے جاتے ہیں خود ہی دنیا کی نظروں میں مردود ثابت ہو جائیں۔ کیونکہ جب نصرت الٰہی تمام و کمال کو پہنچ گئی اور مخالفین کی کل کوششیں جو سالہا سال تک وہ کرتے رہے بالکل ناکام اور نامراد ہوئیں اور حسب وعدہ الٰہی یہ سب باتیں ہوئیں تو یہ ایک ایسی کھلی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر پیدا ہو گئی جس کے مقابل کسی اعتراض کی گنجایش ہی نہ رہی۔ تعجب ہے کہ مکہ کے بت پرستوں نے تو اس بات کو سمجھ لیا جب انہوں نے فتح مکہ کے بعد کہا کہ آج ہم آنحضرت کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ نصرت اور تائید کے تمام وعدے پورے ہوئے جو آپکے ساتھ کیے گئے تھے اور اسوقت یہ سوال نہ کیا کہ فلاں فلاں اعتراض ابھی آپ کو دور کرنے چاہئیں اور آج کل کے نام کے مسلمان اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ذنبک سے مراد اسجگہ وہ ذنوب ہیں جو مخالفین آپ کی طرف منسوب کرتے تھے اور اعتراض کے رنگ میں پیش کرتے تھے ورنہ فتح کو گناہوں کی معافی سے کیا تعلق۔

اب اس خدائے تعالیٰ کی قدیم سنت کے مطابق ہمارے حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اُسوقت آپ کی نصرت اور تائید اور مخالفین کی کوششوں کے ناکام اور نامراد رہنے کے وعدے دیے۔ جب آپ ایک گمنامی کیحالت میں پڑے ہوئے تھے۔ خدائے تعالیٰ کی یہ وحی اگر صرف چند آدمیوں کے سماع تک ہی محدود ہوتی

اور تحریر میں نہ آجاتی تو بھی مخالفین کو انکار کی گنجایش ہوتی کہ شاید یہ وحی اسوقت کی نہ ہو مگر ایک ایسے وقت میں یہ سب پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں شایع ہو چکی ہیں جس کو آج پچیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور جبکہ ابھی حضرت میرزا صاحب کا دعویٰ نہ تھا۔ نہ ہی کوئی مخالف تھے اور نہ ہی ان کے پاس لوگوں کی آمد و رفت تھی بلکہ اسوقت آپکو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ مثلاً ان الہامات پر غور کرو۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح و انتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔ ینصرک اللہ من عندہ یرفع اللہ ذکرک۔ فحان ان تعان و تعرف بین الناس لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس اصحاب الصفۃ وما ادرٰک ما اصحاب الصفۃ تریٰ اعینہم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان۔ یعنی جسوقت خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرلیگا اُسوقت کہا جائیگا۔ کہ کیا یہ کاروبار خدا کیطرف سے نہ تھا۔ ہر ایک گہری راہ سے تیرے پاس نصرت آئیگی اور ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس لوگ آئیں گے۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کریگا۔ خدا تیرے ذکر کو دنیا میں بلند کریگا۔ وہ وقت چلا آتا ہے کہ تیری مدد کیجائیگی اور دنیا جہان میں تیرے نام کو شہرت دیجائیگی لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو انسے بدخلقی نہ کرے اور ان کی کثرت دیکھکر تھک نہ جائے۔ اور اصحاب الصفہ بھی ہونگے۔ اور تُو جانتا ہے کہ اصحاب الصفہ کیسے لوگ ہونگے؟ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ اور تُو دیکھے گا کہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔ بسبب اس نعمت کے جو تیرے ذریعہ انکو ملے گی۔ اور وہ کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے سو ہم ایمان لائے۔

یہ سب پیشگوئیاں ایسے وقت کی ہیں جب حضرت مرزا صاحب کو دوسرے لوگ تو ایک طرف رہے خود اس چھوٹے سے گاؤں کے بہت لوگ بھی نہ جانتے تھے اور آپ ایک نہایت گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے اور پھر اسیوقت یہ پیشگوئیاں بذریعہ براہین احمدیہ کے دنیا میں شایع بھی ہوگئیں۔ یہ وحی کئی قسم کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً اول یہ کہ مخالف یہ کوشش کریں گے کہ تُو ناکام رہے اور لوگ تیری طرف رجوع نہ کریں۔ مگر آخر ہمارا ارادہ پورا ہوگا۔ اور لوگ تجھے قبول کرتے جائیں گے انہی معنی پر مشتمل ایک اور الہام بھی ہے یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ یعنی لوگ خدا کے اس نور کو بجھانیکی کوشش کرینگے مگر خدا اسے پورا کرکے ہی رہیگا۔ دویم یہ کہ دور دور سے مالی مدد اور تحایف وغیرہ تیرے پاس پہنچیں گے۔ سویم یہ کہ دور دور کے بلاد اور ممالک سے لوگ چلکر تیرے پاس آوینگے۔ چہارم یہ کہ لوگ تیرے تباہ کرنیکے لیے کوشش کرینگے مگر خدا اپنی نصرت تیرے شامل حال رکھیگا اور تیرا محافظ رہیگا۔ یہی مطلب دوسری جگہ یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس۔ کہکر ادا کیا گیا ہے۔ یعنی لوگ تیرے ہلاک کرنے کی

کوششیں کریں گے مگر خدا تجھے بچائیگا۔ پنجم یہ کہ کل دنیا میں تیری شہرت ہو جائے گی۔ ششم یہ کہ لوگ اسقدر کثرت سے آویں گے کہ قریب ہے کہ تُو ان سے تھک جائے۔ ساتویں یہ کہ بعض لوگ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر ہجرت کرکے تیرے پاس آرہیں گے اور تیرے گھر کے کسی حصہ میں رہیں گے وہ اصحاب الصفہ کہلائیں گے۔

اب دیکھو کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے یہ تمام وعدے کس صفائی سے پورے کیے اور آیندہ وہ کیسی صفائی سے پورے ہو رہے ہیں۔ اب نہ یہ اتفاقی امر ہے نہ منصوبہ بازی ہے۔ کیونکہ پچیس برس پہلے ان باتوں کی خبر دیگئی ہے۔ اور پھر وہ سب بعینہٖ اسی طرح پوری ہوئیں۔ اگر ایسی منصوبہ بازی کی کوئی نظیر دنیا میں ہے تو پیش کرو۔ مگر یاد رکھو کہ اسکی نظیر سوائے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہیں ہمیں نہیں ملتی۔ جس طرح وہاں دکھوں اور مصیبتوں اور تنہائی کے وقت میں ایک شخص پکار پکار کر کہتا تھا کہ میرے خدا کیطرف سے ہونیکا یہ نشان ہے کہ آخر میں ہی غالب ہونگا اور تمہاری سب کوششیں نامراد رہیں گی۔ اور آخر ایسا ہی ہوا باوجودیکہ دشمنوں نے کوئی دقیقہ ہلاک اور تباہ کرنیکا باقی نہ چھوڑا تھا۔ ایسا ہی یہاں بھی بڑی گمنامی اور تنہائی کیحالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدے دیے کہ میں تمھیں مرجع خلائق بناؤنگا۔ اور خدا کے یہ وعدے اسی وقت مشتہر بھی ہو گئے پھر ان الہامات کے ساتھ ایک جگہ یہ بھی لفظ ہیں کہ املوا یعنی ان باتوں کو لکھ چھوڑو۔ کیونکہ یہ سب اپنے وقت پر واقع ہونگی۔ اور پھر دشمنوں نے وہ کوششیں کیں کہ کوئی کسر تباہ کرنے میں باقی نہ چھوڑی۔ اور ایک قوم بھی اس ملک میں ایسی نہ رہی جس نے پورا زور مخالفت کا نہ لگایا ہو اور ہر طرح کے منصوبے کیے گئے مگر خدا نے اپنے وعدے کے مطابق ایسی نصرت اور تائید اور حفاظت کی جس کی نظیر سوائے انبیاء کے اور کہیں نہیں ملتی۔

میں خواجہ غلام الثقلین صاحب کو پھر یہ کہتا ہوں کہ وہ ٹھوکر نہ کھائیں۔ اعتراض کس پر نہیں ہوئے اور اعتراضوں کے جوابوں سے کتنے لوگ قایل ہوئے۔ صحیح اصول جو صداقت کے پرکھنے کا قرآن کریم نے بتایا ہے وہ وہی ہے جو میں نے یہاں بیان کیا ہے۔ ہم نہ منصوبہ باز ہیں نہ دھوکہ دینے والے اور نہ ہی دھوکہ خوردہ۔ نہیں بلکہ علیٰ بصیرت ہم اس سلسلہ کی سچائی کو دیکھ رہے ہیں۔ جب ہم خدائے تعالیٰ کی ہستی کے زندہ نشان دیکھ رہے ہیں تو پھر اس ذوالجلال کے آگے سے بھاگ کر کہا جائیں۔ اگر مذہب کی غرض خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرنا ہے تو خواجہ صاحب یاد رکھیں کہ اس غرض کو آج سلسلہ احمدیہ کے سوا روئے زمین پر اور کوئی پورا کرنے والا نہیں۔ یہ جو اصلاح خواجہ صاحب کر رہے ہیں یا کرنیکے مدعی ہیں وہ خشک لفاظی ہے۔ جب انسان کو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر زندہ ایمان اور یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے تو پھر سب اصول کی پابندی کے وہ قابل ہو جاتا ہے۔ عدل و انصاف کفایت شعاری۔ قومی اتفاق۔ سعی و محنت۔ سب اسی کے نتیجے ہیں۔

میں بڑے زور سے اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ یہ نصرت اور تائید جو اس سلسلہ کی ہو رہی ہے وہ خدا کے سوا

اور کسی کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ اسی نے پچیس برس پہلے ان سب باتوں کی خبر دی ورنہ انسان عاجز کیا چیز ہے وہ تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ مَیں کل زندہ رہونگا۔ اس میں یہ طاقت کہاں کہ کہے کہ ساری دنیا میری مخالفت کریگی پر سب ناکام ہوں گے اور مَیں ہی کامیاب ہونگا۔ اگر کوئی جواب ان امور کا آپکے پاس ہے تو اسے شایع کریں"۔

اب مَیں پھر اسی بات کو دوہراتا ہوں کہ اگر کوئی جواب ان امور کا آپکے پاس ہے تو اسے شایع کریں میری دلیل کو میرے الفاظ میں نقل کرکے اس کا جواب دیں۔ اور پھر اپنے ہی ناظرین سے فیصلہ کے طالب ہو ویں۔ باقی رہا انکا یہ سوال کہ سچا نبی قتل بھی ہو سکتا ہے یا نہیں یہ ایک الگ بحث ہے۔ میری بحث تو یہ ہے کہ نصرت اور تائید اسطرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی۔ سو آپ اسکا جواب دیں۔ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان خواجہ صاحب نے نہیں بتایا بلکہ خود سوال کرکے اس کے جواب سے اسطرح پر اعراض کیا ہے۔ کہ "اول ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنس اپنے اس امتیازی نشان کو واپس لیں اور آیت مذکورہ کے سمجھنے میں استفادہ کے خواہشمند ہوں"۔ خواجہ غلام الثقلین صاحب کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ یہ مباحثہ کا طریق نہیں ہے مَیں نے آپکے رسالہ کو پڑھا ہے مگر آپکے قلم سے کوئی ایسے اچھوتے اور نادر مضامین قرآن شریف پر مَیں نے نہیں دیکھے جو آپ کی اس خواہش کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو سکوں بلکہ جہاں تک مَیں نے دیکھا ہے قرآن شریف کے معانی کرنے میں آپ سخت غلطی کھاتے ہیں جیسا کہ مَیں ابھی دکھا بھی دونگا۔ پس آپکا یہ خواہش کرنا کہ مَیں آپسے استفادہ کا خواہشمند ہوں ایک بیہودہ خواہش ہے۔ اور اصول مناظرہ کے خلاف۔ استفادہ کی خواہش تو آپ کو کرنی چاہیئے تھی کیونکہ آپ ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے تھے۔ بہرحال جب تک آپ اس خودستائی اور کبر کو نہ چھوڑیں گے جو آپ کی تحریر سے مترشح ہوتا ہے مناظرہ سے آپ کو فایدہ بھی نہ ہوگا۔ باقی رہا اپنے امتیازی نشان کو واپس لینے کا سوال سو جب آپ میری تحریر کا کچھ جواب لکھیں گے تو پھر مَیں آپکا جواب دونگا بالفعل مَیں نے اپنی اصلی تحریر ہی دوبارہ پیش کی ہے کیونکہ آپنے ظلم کی راہ سے میری تحریر کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بیان کیا اور حالانکہ مَیں نے صاف لفظوں میں یہ لکھا تھا کہ "مَیں یہ جانتا ہوں کہ دنیا میں جو لوگ کوئی کام کرتے ہیں وہ کامیاب بھی ہوتے ہیں اور ناکام بھی پس خالی کامیابی یا ناکامی سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا"، پھر بھی آپنے میرے الفاظ اور دلایل کی کچھ پروا نہ کرکے یہ لکھدیا کہ گویا مَیں اس بات کا قایل ہوں کہ "جو مذہب چل جائے وہ ضرور سچا ہے"۔

چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا کے ان معنوں کی تردید میں جو مَیں نے بیان کیے ہیں پیش کی ہیں جو انکے اپنے الفاظ میں نقل کی جاتی ہیں۔

"خدا نے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو صرف عبادت و اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے اور شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کردیگا۔ الا عبادک منہم المخلصین"، مگر صرف تیرے

خاص بندوں کو۔ خدا نے دوسری جگہ کہا ہے۔ لقد صدق علیہم ابلیس ظنہ۔ شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہوگیا۔ اب علمائے فرقہ احمدیہ بتائیں کہ کون قابل اطاعت اور لایق پرستش ہے؟ خدا یا ابلیس اور اس دنیا میں کس کی اطاعت کرنیوالے زیادہ ہیں؟۔

۲۔ بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون اُن کے بچوں کو قتل کر دیتی تھی۔ اور اس کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے وفی ذالک بلاءٌ من ربکم عظیم پس حکماء سلسلہ احمدیہ جواب دیں کہ طریقہ فرعون حق پر تھا یا ملت ابراہیمی۔ اور قتل ہونیوالوں کی اس زندگی میں خدا نے کیا مدد کی۔

۳۔ مسیح مصلوب ہوئے اور یہود نے فتح حاصل کی ان دونوں میں کون حق پر تھا اور کس کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔

۴۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ اس صورت میں حیات دنیا میں اُنکی کیا مدد خدا نے کی جبکہ اُس نے وعدہ کیا ہے ان حقاً علینا نصر المؤمنین۔ ان چند مثالوں سے ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر مرزائیوں کی تفسیر صحیح ہے تو دنیا میں اکثر ظالم۔ فاجر۔ بدکار۔ فاسق جھوٹے قابل اطاعت اور خدا کے سچے رسول۔ مامور اور مومن ہیں اور سب کو اُنہیں کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اگر یہ معنی صحیح ہیں (اور جاہلوں کو بہکانے کے واسطے کوئی اخبار رسالہ یا کتاب فرقہ احمدی کی ایسی نہیں نکلتی جس میں نشان کامیابی پر زور نہیں دیا جاتا) تو قرآن شریف کی باقی تعلیم اخلاق وصبر و تحمل و تقویٰ وغیرہ کی فضول اور بیکار ہے*"

بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعیٔ نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے باقی مدعیٔ نبوت کون کون ...... ہیں۔ کیا شیطان مدعیٔ نبوت ہے؟ کیا بنی اسرائیل کے شیرخوار لڑکے مدعی نبوت تھے؟ کیا خلفائے اربعہ اور سبطین مدعیٔ نبوت تھے اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟ بحث میں تداخل سے کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جو امر بحث کے لیے پیش ہے آپ اس کے خلاف یا تائید میں جو دلایل چاہیں پیش کریں۔ بے تعلق باتوں کو پیش کرنے سے سوائے اس کے کچھ فایدہ نہیں کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ نے میرے مضمون کا جواب لکھدیا ہے اور ممکن ہے آپ خود بھی ان بے تعلق باتوں کو دلایل سمجھ کر دھوکھا رہے ہوں۔ میں ان باتوں کا جو آپ نے پیش کی ہیں کوئی جواب بالفعل نہیں دینا چاہتا سوائے اس کے کہ یہ بے تعلق باتیں ہیں۔ علاوہ ازیں آپ جو یہ لکھتے ہیں کہ شیطان کے تابعدار زیادہ لوگ ہیں کیا شیطان کی عبادت کرنی چاہیئے یا خدا کی۔ کیا آپ دکھا سکتے ہیں کہ مَیں نے یہ کہیں لکھا تھا کہ جس مذہب کے زیادہ پیرو ہوں یا جس خیال کے زیادہ حامی ہوں وہ سچا ہوتا ہے؟ یا یہ لکھا تھا کہ چونکہ سلسلہ احمدیہ میں دنیا کے دیگر مذاہب سے

* خواجہ صاحب نے جو آیات قرآنی اس مضمون میں نقل کی ہیں وہ ان کی قرآن دانی کے دعوے کا کیسا ثبوت دیتی ہیں۔ ناظرین خود غور کرلیں۔

بڑھکر لوگ داخل ہیں اس لیے یہ سلسلہ سچا ہے؟ کیا آپ انہی لایعنی باتوں پر اس بات کے خواہشمند ہیں کہ میں آپ سے استفادہ کی درخواست کروں؟ پھر آپ بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کا قصہ تو پیش کرتے ہیں مگر عمداً اس بات کا اخفا کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے مقابل میں فرعون اور اسکا تمام لشکر ہلاک ہوا اور اسکو اللہ تعالیٰ بار بار حضرت موسیٰ کی صداقت کا نشان قرار دیتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "مسیح مصلوب ہوا اور یہود نے فتح حاصل کی" اور ان دونوں دعووں میں آپنے قرآن کریم کے صریح الفاظ کی تردید کی ہے۔ کیونکہ مسیح کے متعلق قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ ما صلبوہ اور آپ کہتے ہیں مسیح مصلوب ہوا۔ اور یہود کے متعلق جنہوں نے حضرت مسیح کی تکذیب کی تھی۔ کلام ربانی میں تو یوں ارشاد ہوا ہے فآمنت طائفة من بنی اسرائیل وکفرت طائفة فایدنا الذین آمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین (الصف) یعنی ایک گروہ بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ پر ایمان لایا اور ایک گروہ نے انکار کیا۔ پس جو لوگ ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ہم نے ان کی تائید کی اور وہ غالب ہوگئے۔ اور اس نص صریح کے خلاف آپکا ادعا یہ ہے کہ یہود نے (یعنی ان یہود نے جنہوں نے حضرت مسیح کی تکذیب کی تھی) فتح پائی۔ یہ ہے آپکا علم قرآن۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ابھی آپکے دماغ میں یہ خیال سمایا ہوا ہے کہ آپ کو قرآن کریم سے کچھ واقفیت ہے۔

ایک اور موقع پر خواجہ غلام الثقلین نے یہ آیت پیش کی ہے کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون۔ اس مضمون کی آیتیں دو جگہ قرآن شریف میں آئی ہیں یعنی اول سورہ بقرہ میں افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون اور دوسری جگہ سورة المائدہ میں۔ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقاً کذبوا وفریقاً یقتلون۔ لیکن جس طرح پر خواجہ صاحب لکھتے ہیں اس طرح پر یہ آیت قرآن شریف میں کہیں نہیں آئی۔ تکذیب اور قتل کے سوال کو الگ چھوڑ کر کوئی عقلمند اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ جس غرض کے لیے اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ اس کے پورا ہونیکے بغیر وہ اسے واپس نہیں بلاتا اور نہ ہی دشمن اس پر ایسا قابو پا سکتے ہیں کہ اس مقصد کے حصول میں اسے ناکام کر سکیں یہ ایک ایسی موٹی بات ہے کہ کوئی شخص جو خدائے تعالیٰ کی طاقت اور علم پر ایمان رکھتا ہے اس کے ماننے سے انکار نہیں کر سکتا۔ ان موجب آیت۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض جیسا مدارج فضیلت میں کمی بیشی ہوتی ہے ایسا ہی رسولوں کے کام بھی سب کے برابر نہیں ہوتے کسی کے سپرد بڑا کام ہوتا ہے کسی کے سپرد چھوٹا۔ مثلاً جو کام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا وہ ایسا عظیم الشان کام تھا کہ دوسرے کسی رسول کے سپرد نہیں ہوا۔ پس اس کام کی عظمت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدیں اور نصرتیں بھی ایسی ہی عظیم الشان ہوتیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی وعدہ تھا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر لوگ قادر نہ ہو سکیں گے جیسا کہ فرمایا واللہ یعصمک من الناس۔ پس آنحضرتؐ کی تائید اور نصرت کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کی حفاظت قتل سے کیجاتی۔ چنانچہ مخالفین باوجود بار بار کے منصوبوں اور سخت کوششوں کے اور ہر طرح کی قوت کے اسباب پر قادر نہ ہو سکے کہ آپ کو قتل کریں۔ ایسا ہی ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں یہ وعدہ فرمایا تھا جو چوبیس۲۴ سال سے شایع ہو چکا ہے کہ آپ کے قتل پر کوئی شخص قادر نہ ہو سکیگا۔ پس یہ بھی ایک تائید اور نصرت الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے شامل حال ہوئی اور یہ اسی رنگ کی تائید اور نصرت ہے جو ابتدا سے انبیاء علیہم السلام کے شامل حال ہوتی رہی مگر جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے بعض انبیاء کے سپرد چھوٹے کام ہوتے ہیں اور بعض کے سپرد بڑے۔ اگرچہ بلحاظ کیفیت وہ سب ایک سے ہی ہوتے ہیں۔ سو اگرچہ قتل انبیاء کے مضمون کو سچے اور جھوٹے مدعیٔ نبوت کے درمیان امتیازی نشان سے کوئی تعلق نہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج بھی نہیں کہ ایک نبی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے کوئی چھوٹا کام سپرد کیا ہے اس کام کو کرنے کے بعد قتل کیا جاوے اور شہادت کا مرتبہ پاوے۔ محض قتل سے ناکامی لازم نہیں آتی۔ یہ محض بطور جواب لکھا گیا ہے یعنی اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جاوے کہ قرآن شریف میں کسی نبی کے قتل ہونیکا ذکر ہے۔ دراصل یہ مضمون الگ بحث چاہتا ہے جس کا یہ موقع نہیں ہے۔ نصرت اور تائید کے مفہوم میں بہت سے امور داخل ہیں۔ لیکن اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں کس کس رنگ میں انبیاء علیہم السلام کے شامل حال ہوتی ہیں میں کسی دوسرے وقت بیان کرونگا جب خواجہ غلام الثقلین میرے اصل مضمون کا کچھ جواب لکھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت علی یا حضرت امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہم کی توہین جو خواجہ غلام الثقلین نے اس جماعت کے بعض افراد کی طرف منسوب کی ہے وہ محض جہلا کی تقلید میں ہے ورنہ اگر وہ خود اس سلسلہ کی ساری تحریروں کو پڑھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان مقدسوں میں سے ہم کسی کی بے ادبی ہرگز نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں ان کی کسقدر عزت اور عظمت ہے۔ حضرت مسیحؑ کی بے ادبی وہ لوگ کسطرح کر سکتے ہیں جن کا امام اور پیشرو خود مماثلت مسیح کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہاں الزامی رنگ میں عیسائیوں کو جواب دینے کے لیے ان کے فرضی یسوع کی حقیقت بعض وقت کھولی گئی ہے۔ ایسا ہی حضرت امام حسین کے متعلق جو ہمارا عقیدہ ہے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھولکر اور وضاحت کے ساتھ اشتہار میں بیان کیا ہے اور حضرت علی اور حضرت امام حسین کے متعلق اگر کچھ ان لوگوں کے جواب میں لکھا گیا ہے جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے مقدسوں کو گالیاں نکالنا درود شریف پڑھنے سے بڑھکر موجب ثواب سمجھتے ہیں تو یہ محض انکی فرضی اور خیالی تصویر کے متعلق ہے جو انہوں نے حضرت علی یا حضرت امام حسین کی اپنے دلوں میں بٹھائی ہوئی ہے۔

خواجہ غلام الثقلین صاحب کی قرآن کریم سے ناواقفیت کے متعلق صرف ایک بات اور بیان کر کے میں اس مضمون کو

ختم کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ اسی مضمون میں جس میں مجھے اپنے آپ سے استفادہ کا خواہشمند ہونیکی خواہش ظاہر کرتے ہیں اس قدر فاش غلطیاں قرآن کریم کے سمجھنے میں انہوں نے کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "شاید یہ کہا جاوے کہ نشان بالا صرف ماموریں اللہ کے ساتھ خاص ہے یعنی جو شخص خدا کی طرف سے مرسل ہونیکا دعویٰ کرے اور اسکو کامیابی ہو تو وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اور ہم بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل سے مدلیکر یہی معنے پہنائے جائینگے۔ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اے محمدؐ اگر تو ہماری طرف غلط باتیں منسوب کرے تو ہم تیری گرفت کرلیں گے اور رگ گردن تیری منقطع کردیں گے اس آیت کے معنے بیان کرنے میں بھی یا تو حد درجہ کا دھوکہ دیا جاتا ہے یا انتہا درجہ کی سادہ لوحی برتی جاتی ہے دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ اگر سچا پیغمبر (بفرض محال) جھوٹ الہام بنانے لگے۔ تو اسکو سخت سزا ملیگی اس سے اگر یہ لازم بھی آئے کہ اس دنیا میں سزا ملے گی تو یہ کہاں سے لازم آیا کہ جھوٹے پیغمبر کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔" خواجہ صاحب تو ہم پر دو الزاموں میں سے ایک دیتے ہیں کہ یا ہم حد درجہ کا دھوکہ دینے والے ہیں یا انتہا درجہ کی سادہ لوحی برتنے والے۔ مگر جو تحریف انہوں نے اس آیت کریمہ کے معنے کرنے میں کی ہے وہ انکو صرف الزام اول کی مستحق قرار دیتی ہے۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ اس آیت کے معنے ہیں کہ "اے محمدؐ اگر تو ہماری طرف الخ" مگر میں پوچھتا ہوں کہ آیا اس میں خطاب واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے؟ اور کیا لو تقول علینا کے معنے تو ہماری طرف منسوب کرے ہیں؟ میں اس بات کو بیان نہ کرتا اگر خواجہ صاحب کا اس تحریف سے یہ ظاہر کرنیکا منشا نہ ہوتا کہ یہ آیت عام دلیل کے رنگ میں نہیں۔ اصل میں خطاب کے بدل دینے سے ان کی غرض اسی مدعا کو حاصل کرنا ہے اور اسی لیے میں اس کو تحریف قرار دیتا ہوں کیونکہ ایک خاص مقصد کو مدنظر رکھکر معنے بدلائے گئے ہیں۔ خواجہ غلام الثقلین صاحب کا یہ کہنا کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ اگر سچا پیغمبر جھوٹ الہام بنانے لگے دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اور آیت کا مفہوم بالکل مہمل ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ آیت کہ لو تقول علینا الخ کفار کے لیے بطور جواب ہے جو قرآن کریم کو قول شاعر اور قول کاہن یعنی افترا قرار دیتے تھے۔ وہ یہ کہاں مانتے تھے کہ آنحضرتؐ رسول تو سچے ہیں مگر بعض باتیں انہوں نے افترا کرکے اپنے پاس سے ملادی ہیں۔ ہاں اگر کفار کا یہ خیال ہوتا کہ آنحضرتؐ پیغمبر تو سچے ہیں مگر بعض باتیں افترا کرکے آپ نے ملادی ہیں تو یہ جواب ہوسکتا تھا کہ سچا پیغمبر اگر کچھ جھوٹی باتیں افترا کرکے بیان کرے تو ہم اس کو سزا دیا کرتے ہیں مگر وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ نہ سمجھتے تھے۔ اسی سارے رکوع کو پڑھکر دیکھ لو کہ یہاں کس بات کا ذکر ہے۔ فلا اقسم بما تبصرون ۝ وما لا تبصرون ۝ انہ لقول رسول کریم ۝ وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون ۝ ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ۝ تنزیل من رب العلمین ۝ ولو تقول علینا بعض الاقاویل ۝ لاخذنا منہ بالیمین ۝ ثم لقطعنا منہ الوتین ۝ فما منکم من احد عنہ حاجزین ۝ وانہ لتذکرۃ للمتقین ۝ وانا لنعلم ان منکم مکذبین ۝

وانہٗ لحسرۃ علی الکافرین ۰ وانہٗ لحق الیقین ۰ فسبح باسم ربک العظیم ۰
اس رکوع کا ترجمہ ناظرین کسی مترجم قرآن شریف سے دیکھ سکتے ہیں۔ ماحصل ان آیات کا یہ ہے کہ کفار قرآن شریف کو قول شاعر اور قول کاہن قرار دیتے تھے یعنی ایک مفتری کا کلام یہ نہیں کہ بعض حصوں کو افترا اور بعض کو خدا کا کلام قرار دیتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بالمقابل یہ فرمایا کہ یہ افترا کسی مفتری کا نہیں بلکہ خدا کا اتارا ہوا کلام ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ یہ افترا کیا ہوتا تو ہم آپ کی شہ رگ کاٹ دیتے پس اگر یہ کوئی دلیل صحیح کفار کے جواب میں ہے تو اسکا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص خدا پر افترا کرے اسے اللہ تعالیٰ اسے لمبی مہلت نہیں دیتا۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ وہ بعض اقوال پیش کرے جن کو خود بنایا ہو اور منسوب انکو اللہ تعالیٰ کی طرف کرے۔ دلیل کے لیے عمومیت ضروری ہے اور اگر اس میں یہ عمومیت نہیں کہ مفتری کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے تو پھر یہ دلیل نہیں رہتی۔ خواجہ غلام الثقلین کی یہ کوشش کہ اس آیت کے معنے سچے پیغمبر پر صادق آتے ہیں کہ وہ افترا کرے تو پکڑا جاتا ہے ایک ایسی بیہودہ کوشش ہے جس پر ایک بچہ بھی ہنسے گا۔ اور یہ صرف قرآن کریم کی تحریف ہے۔ اعتراض تو کفار کا یہ تھا کہ یہ نبی سب کچھ اپنی طرف سے افترا کر رہا ہے اور سچا نبی نہیں اور جواب یہ دیا گیا کہ اگر سچے نبی ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر کسی بات میں افترا کرتے تو ہم انکو ہلاک کر دیتے۔ کیا یہ کفار کے اعتراض کا جواب ہے؟ پس جبتک خواجہ صاحب یہ نہ دکھا دیں کہ اس موقع پر کفار کا اعتراض یہ تھا کہ آنحضرت صلعم نے باوجود سچے نبی ہونے کے چند باتیں اپنی طرف سے بھی ملا دی ہیں۔ اور اگرچہ باقی قرآن تو خدا کی طرف سے ہی انپر نازل ہوا ہے لیکن فلاں فلاں آیتیں انہوں نے اپنی جانب سے ملا دی ہیں اسوقت تک وہ اس الزام کے نیچے ہیں کہ محض اس لیے کہ بحث میں انکو کوئی ہارا ہوا نہ کہے انہوں نے عمداً یہ تحریف قرآن شریف میں کی ہے۔

میں اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا مگر ایک بات کا بیان کرنا ضروری ہے میں نے اس مضمون میں خواجہ صاحب کے مضمون کے بعض حصے نقل کیے ہیں مگر خواجہ صاحب نے آیات کو بالکل غلط بیان کیا ہے اور اگرچہ میں اسکی طرف ناظرین کو توجہ دلا چکا ہوں مگر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کی تصحیح بھی کر دی جاوے۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے کہا ہے لقد صدق الابلیس ظنہ۔ حالانکہ کلام پاک میں یوں وارد ہوا ہے۔ ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ۔ دوسری آیت کا جزو آپنے یوں نقل کیا ہے وفی ذلک بلاء من ربکم عظیم۔ اصل الفاظ یوں ہیں وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم تیسری آیت کا جزو آپنے ان حقا علینا نصر المومنین بیان کیا ہے حالانکہ اصل میں ہے کان حقا علینا نصر المومنین چوتھی جگہ آپنے لکھا ہے یقتلون الانبیاء بغیر الحق۔ مگر صحیح یہ ہے یقتلون الانبیاء بغیر حق۔ پانچویں جگہ لکھا ہے کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسہم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون۔ یہ بالکل غلط ہے اور اسکی تصحیح

میں پہلے کر چکا ہوں۔ خواجہ غلام الثقلین نے اپنے مضمون میں آٹھ آیتیں یا آیتوں کے اجزا نقل کیے ہیں جن میں سے دو یعنی انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا اور ولو تقول علینا بعض الاقاویل تو ہماری رسالہ سے لی ہیں اور باقی چھ میں سے پانچ غلط ہیں۔ اور غلطیاں بھی اس قسم کی ہیں جو قرآن کریم سے ان کی ناواقفیت ظاہر کرتی ہیں۔ اس بات کو تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ سہو کاتب سے یا بعض وقت دوسرے اسباب سے کسی غلطی کا ہو جانا کوئی ایسا امر نہیں جو قابل تذکرہ ہو۔ مگر چھ آیتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں سے پانچ کا غلط ہونا صاف اس بات کو بتا رہا ہے کہ لکھنے والے کو قرآن کریم سے کوئی مس نہیں۔ خواجہ صاحب کے لیے کچھ مشکل نہ تھا کہ وہ قرآن کریم سے مقابلہ کرکے آیات کو درست کر لیتے مگر تصرف الٰہی سے ایسا ہوا تا ان کا وہ دعویٰ قرآن دانی جو محض تکبر کی وجہ سے کیا گیا تھا ان کے اپنے ہاتھوں سے توڑا جاوے۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ غلطیاں اکثر ایسی ہیں جو زبان عربی اور قرآن کریم سے لکھنے والے کو ناآشنا بتاتی ہیں مثلاً ذٰلکم کی جگہ ذٰلک کا استعمال۔ ابلیس پر ا۔ل کا بڑھانا۔ کان کی جگہ ان لکھنا۔ وغیرہ۔ افسوس ہے تو یہ کہ باوجود تعلیم یافتہ ہونے اور تہذیب کے ادعا کے خواجہ صاحب نے وہ مقام مقابلہ اختیار کیا ہے جس کے وہ لایق نہ تھے۔ اتنے بڑے دعوے پر طبع آزمائی کرنا ہر ایک آدمی کا کام نہیں تھا مسلمانوں میں کفایت شعاری پھیلانے اور رسوم بد کے مٹانے کا کام جو وہ کر رہے تھے اچھا کام تھا کیا ضرورت تھی کہ خواہ نخواہ ایسی باتوں میں دخل دیتے جن کے وہ لایق نہ تھے۔

وطن کا کذب صریح

بیچارہ ایڈیٹر وطن اپنی خیانت کے اس اظہار سے جو اس کی اشاعت کفر کے متعلق ایڈیٹر الحکم نے کیا۔ اور پھر اپنے ہی فریق کے مولوی صاحبان کی طرف سے کافر ضال مضل ابو جہل وغیرہ قرار دیا جانے پر جل بھن کر خاک سیاہ ہو گیا ہے۔ اور اپنے اس دل کے جوش کا اظہار ناپاک گالیوں میں کیا ہے۔ کچھ مسلمانوں کو سلسلہ احمدیہ کے خلاف طرح طرح کے جھوٹ بولکر جوش دلاتا ہے کہ اس معاملہ میں جہاں سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ایڈیٹر وطن پر الزام لگایا گیا تھا ان کو لا تعاونوا علی الاثم والعدوان کی مخالفت کرکے ایڈیٹر وطن کی حمایت کرنی چاہیئے تھی۔ مگر میرا یہاں ان باتوں کے ذکر کرنے کا مقصود نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کا دستور ہے کہ سیر ہو کر گالیاں نکالنے کے بعد بھی اپنے مضمون کو نہایت نرم بتاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال وطن کے تازہ پرچہ سے ہی ملتی ہے جس کے چودہ کالموں کو ایڈیٹر مذکور نے گالیوں سے اور ناپاک افتراؤں سے سیاہ کیا ہے اور ابھی اگر کوئی ان سے پوچھے تو کہیں گے کہ ہم نے نہایت نرم الفاظ میں سلسلہ احمدیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ نقاش والا مضمون جو پہلے اخبار وطن میں چھپ چکا ہے۔ اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب

وطن اسی مضمون میں یہ لکھتے ہیں کہ "یہ اس جماعت کے رسالوں اور اخباروں اور افراد کے سالہا سال کی جگر دوز چوٹوں اور سفیہانہ حملوں کا ایک نرم ترین جواب تھا۔ اس لیے ہمیں اب اس سے بھی سخت تر گالیاں سننے کے منتظر رہنا چاہیئے۔ اور ہمیں اس کی کچھ پروا بھی نہیں۔ ہاں اس "نرم ترین جواب" کے متعلق ناظرین کو اس بات کا بتانا ضروری ہے کہ اسکا لکھنے والا اسے کس قدر نرم سمجھتا تھا جو اس کے اپنے خط سے جو اس تازہ مضمون میں وطن نے شایع کیا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ نقاش صاحب کی بحث کہیں سلسلہ احمدیہ کے کسی فرد سے ایڈیٹر وطن کی قابلیت پر ہو گئی جس کا تذکرہ اس کے اپنے خط میں ان الفاظ میں موجود ہے "میں نے ایڈیٹر وطن کے تبحر علمی اور حب اسلامی کی تعریف کر کے کہا کہ ہر مسلمان پر اس فرد اکمل** کا جسقدر احسان ہے کسی دوسرے کا شاید ہی ہو میرا یہ کہنا تھا کہ نعل در آتش ہو گیا۔ جو کچھ اس نے کہا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں جو کچھ میں نے غصہ میں جواب دیا اوسے سنانے سے فایدہ نہیں ... میں نے قسم کھائی کہ اس شخص نے سلطان اور ایڈیٹر وطن کو جسقدر برا بھلا کہا ہے اگر ایک ایک کے بدلے سو سو نہ سنائی ہو تو نقاش نہیں کوئی پاجی چنانچہ اسی سنتے گھاؤ میں دو مضمون اور دو نظمیں لکھیں ... لیکن سب میں زیادہ زبردست اور ناپاک دلوں میں ناسور ڈال دینے والا مضمون ... وطن کے لیے رکھ چھوڑا ہے جو اس کے ساتھ ارسال خدمت ہے" یہ وہ مضمون تھا جسکو ایڈیٹر وطن نرم ترین جواب قرار دیتے ہیں اب مضمون نویس تو کہتا ہے کہ اگر احمدیوں کے ایک ایک کے بدلے سو سو نہ سنائی ہو تو وہ نقاش نہیں کوئی پاجی ہے اور ایڈیٹر وطن کہتے ہیں کہ یہ نرم ترین جواب تھا۔ اس میں ہم کچھ نہیں کہتے دونوں صاحب گھر کے دوست ہیں آپس میں فیصلہ کر لیں چاہیں ایڈیٹر وطن یہ اعتراف کر لیں کہ وہ خود کاذب ہیں اور چاہے اس مضمون کو نرم ترین قرار دیکر اپنے دوست کو پاجی کے خطاب کا مستحق بنا دیں۔ ہمیں اس بحث سے کوئی سروکار نہیں۔

میں نے جس بات کے لیے یہ نوٹ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ وہ ایڈیٹر وطن کا ایک صریح جھوٹ ہے جو اس نے نہایت دلیری سے اپنے اخبار میں شایع کیا ہے۔ یہ جھوٹ اس تجویز کے متعلق ہے جس کے پیش کرنیکی حسرت اس زندگی میں ایڈیٹر صاحب کے لیے دوزخ کا کام دیتی رہے گی۔ ان اسلامی معاصرین پر جنہوں نے اشاعت کفر کے متعلق آپکے جواب کو ناکافی قرار دیکر آپ کو اس بات کا مستحق قرار دیا ہے جس کے وہ مستحق ہیں اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ہمیں حکم ہے کہ اعدائے دین* کے مقابلہ میں ایسی مضبوطی سے صف بستہ ہیں کہ کانہم بنیان مرصوص کے مصداق ہوں تاکہ دشمنوں کو رخنہ انداز ہو کر ہماری صفوں کو پراگندہ کرنیکا موقع نہ ملے مگر ایک ہم باجمیعت مسلمان ہیں کہ نہ صرف دشمنوں کو رخنہ اندازی کا ہی موقع دیتے ہیں بلکہ درانحالیکہ دشمن حملہ آور ہو خود آپس میں کٹنے مرنے سے دریغ نہیں کرتے ہمارے مخالف ہماری اس کمزوری سے

** سبحان اللہ ایک ایسے شخص کو جو حرم الربوا کے مقابل سود کو جائز قرار دیتا۔ قربانی کو منسوخ کرایا چاہتا اور ولیم میور کی کتابوں اور [illegible] اسلام کو مفید اسلامی کتابوں کے نام سے شایع کرتا ہے۔ فرد اکمل قرار دیا گیا ہے بے شک یہ کمال ضلالت ہے مگر اکمل ہم نہیں کہتے۔ منہ

* اسجگہ اعدائے دین سے مراد سلسلہ احمدیہ کو لیا گیا ہے۔ منہ

خوب واقف ہیں اور اس سے حتی الوسع فایدہ اُٹھاتے ہیں۔

"ان اسلامی معاصرین کو حق کا ایسا ہی پاس تھا تو پہلے وطن اور مرزائی معاصرین کے تعلقات پر ابتدا سے نظر ڈالتے کہ مرزائی رسالہ ریویو کس طرح سابقہ شرائط سے منحرف ہوگیا اور حالانکہ مسلمانوں کی امداد کو بڑی نفرت سے رد کرنیکا ادعا کرتا رہا مگر درحقیقت وطن کی تحریر پر اوسے جو امدادی رقمیں پہنچیں اونکو شیر مادر کی طرح ہضم کرگیا۔ اور جب اونکا اگلوانیکی کوشش کیگئی۔ تعجب ہے پیچ و تاب کھائے"

اسی جگہ نیچے یہ نوٹ دیا ہے کہ "ادھر خود یہ عالی ظرفی دکھائی کہ رسالہ کے گذشتہ نمبر تک وطن سے واپس منگوا لیے"
مولوی انشاء اللہ صاحب کے اس جھوٹ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ جب آپ شرائط قرار دادہ سے منحرف ہوئے۔ اور اپنے اخبار میں اسبات کا اعلان کیا تو پہلا خط جو مینے انکو لکھا اس میں یہ لکھا تھا کہ آپ اخبار میں یہ اعلان کردیں کہ جس شخص نے وطن کی تحریک پر کوئی چندہ بھیجا ہو وہ واپس منگوا لے چنانچہ اس میرے خط کے پہنچنے کا اعتراف مولوی صاحب نے اخبار میں کیا مگر اسے شایع نہ کیا۔ پھر دوسرا خط لکھا گیا وہ بھی شایع نہ کیا اسپر مینے الحکم کے ذریعہ انکو بار بار توجہ دلائی کہ میرے خط کو اخبار میں چھاپ دو مگر مولوی صاحب کے اس بیماری کا علاج میرے پاس کیا تھا کہ وہ الزام بھی دیتے رہیں اور خود ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ کہنے پر بھی میرے اعلان کو شایع نہ کریں آخر مجبور ہو کر مینے اپنے رسالہ اور الحکم میں اسے شایع کیا۔ اور جن لوگوں نے جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی روپیہ واپس منگوایا انہیں واپس بھیجدیا۔ ایسی کمی کو پورا کرنیکا ذمہ کئی احباب پہلے سے اٹھا چکے تھے۔ پس ہمیں فکر ہی کیا تھا۔ کچھ دنوں بعد پھر مولوی انشاء اللہ صاحب کا ایک خط آیا کہ مفصلہ ذیل چار آدمیوں کا چندہ واپس کردو۔ یعنی بابو امام بخش صاحب چترال۔ بابو اکبر علی صاحب سب اوورسیر منڈانہ۔ منشی کریم بخش صاحب منصرم سنام پٹیالہ۔ منشی شمس الدین صاحب شملہ۔ اس خط کے لکھنے میں مولوی انشاء اللہ صاحب نے ایمانداری سے کام نہ لیا۔ کیونکہ ان لوگوں کی درخواستوں کے بغیر یا کبھی ایڈیٹر وطن کو لکھنے کے بغیر انہوں نے چندہ واپس طلب کیا جسکا قیاس ہم نے اسی بات سے کرلیا تھا کہ ان میں آخر الذکر دو شخص ہمارے احمدی بھائی تھے۔ اور یہ صاف معلوم ہوگیا کہ ایڈیٹر وطن اپنے ہی خیال سے یہ سب کارروائی کر رہا ہے اور اصل روپیہ دینے والوں کو پتہ بھی نہیں۔ چنانچہ بجواب انکو یہ لکھا گیا کہ یہ لوگ خود اپنا چندہ طلب کریں تو ہم براہ راست انکو بھیجدیں گے ایسا ہی جو شخص اور واپس طلب کرے اسے بھی بھیجدیں گے۔ مگر چونکہ ایڈیٹر صاحب اپنی گھر کو تو خوب جانتے تھے اسلیے انہوں نے نہ ان لوگوں کو خطوط لکھے نہ ہی اخبار میں یہ تذکرہ کیا۔ مگر ہم نے احتیاطاً اپنی دفتر سے خطوط لکھدیے کہ کیا آپ لوگ اپنا چندہ واپس لینا چاہتے ہیں ان میں سے دو احمدی تھے یعنی ایک منشی شمس الدین صاحب اور دوسرے منشی کریم بخش صاحب۔ جن کے جواب کو ناظرین قیاس کر سکتے ہیں۔ تیسرے منشی امام بخش صاحب نے جواب میں لکھا کہ "مینے چندہ جو دیا ہے وہ محض حب اسلام سے ہے نہ دیگر کسی وجہ سے میں ہرگز اسکو واپس کرنے پر آمادہ نہیں ہوں بلکہ اسکو شرم سمجھتا ہوں" چوتھے صاحب کا کوئی جواب ابتک نہیں آیا۔ اگر اب بھی وہ لکھیں تو ہم انکا روپیہ واپس کرنے کو تیار ہیں۔ اب کوئی صاحب منصف ہو کر بتادیں کہ کیا ایڈیٹر صاحب وطن

کی یہ ایمانداری تھی کہ خود بخود ہی لکھدیتے۔ ہمنے انکی اس شرمناک کارروائی کو اُسوقت ظاہر نہیں کیا اور پردہ پوشی کی مگر اب انھوں نے خود اسکو ظاہر کردیا۔ افسوس ہے کہ ان کرتوتوں کے ساتھ ابھی آپ کو فرد اکمل کہلانیکا شوق ہے ایڈیٹر وطن کے لیے شرم سے ڈوب مرنیکی جگہ تھی کہ اس نے ایسی خلاف امانت اور تقویٰ کارروائی کی۔ مگر چونکہ اس کے عیب کو چھپایا گیا اسپر وہ اور بھی دلیر ہوکر لکھتے ہیں کہ ہم لوگوں کے روپے کو شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے۔ اسکا جواب میں صرف یہی دیتا ہوں کہ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ کیا اب بھی ایڈیٹر وطن میں یہ جرأت ہے کہ وہ اس بات کا اعلان کریں کہ ہم کسی کا روپیہ جو واپس لینا چاہے ایک منٹ کے لیے بھی رکھنا پسند نہیں کرتے۔ مولوی انشاء اللہ صاحب! اگر خدا کا خوف آپکے دل میں کچھ نہیں تو مخلوق سے ہی شرم کیجیے اور اس جھوٹے الزام کو واپس لیجیے ورنہ اگر اب اسکو پڑھکر بھی آپ خاموشی اختیار کریں تو آپ کی یہ خاموشی اس بات پر دال ہوگی کہ آپنے کذب صریح بولا اور پھر اپنی عزت قایم رکھنے کے لیے اسے واپس بھی نہیں لیا۔

دوسرا الزام یہ دیا گیا ہے کہ رسالوں کے واپس لینے میں ہم نے کم ظرفی دکھائی میں اب صاف کہتا ہوں کہ وہ کم ظرفی ہم نے نہیں آپنے دکھائی۔ آپ کی اس کرتوت کی بھی ابتک ہمنے پردہ پوشی کی تھی مگر آپ نے خود ہی اسکا افشا بھی کرایا۔ آپنے ہمارے دفتر میں خط لکھا کہ جلد ۳ و جلد ۴ انگریزی کی مجھے بھیجدیں اور آیندہ رسالہ باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ جسطرح آپنے رسالہ کے اشتہار کا روپیہ پیشگی لے کر اشتہار شروع کیا تھا۔ اسقدر سختی ہم نے نہ کی اور جلدیں آپ کو بھیجدیں بہت دنوں بعد جب قیمت آپ سے طلب کی گئی تو آپنے بجائے قیمت ادا کرنیکے اصل جلدیں واپس کردیں۔ کیا یہ آپکی کم ظرفی تھی یا ہماری ہمنے باوجود ڈاک کے ٹکٹوں کے نقصان کے آپ کو کچھ نہیں کہا اور جلدوں کے واپس آجانیکو کافی سمجھا۔ وہ آپنے ہمارے آدمی کے سپرد کردیں اطرح پر آپ کا خرچ تو انپر کچھ نہیں ہوا ہاں اگر چیز خرید کر واپس کردینا عالی ظرفی ہے۔ تو بے شک اس کے واپس لینے میں ہم نے کم ظرفی دکھائی شاید آپ کو یہ خیال تھا کہ یہ جلدیں مفت بھیجی گئی ہونگی لیکن یہ تب ہوتا کہ ہم خود بخود بھیجتے اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہم یا تو غربا کو مفت دیتے ہیں یا غیر مذاہب والوں کو وہ بھی اکثر یورپ امریکہ میں۔ آپنے ان دونوں پہلوؤں میں اپنا کوئی استحقاق ثابت نہ کیا تھا۔ جو آپ کو رسالے مفت دیے جاتے۔ افسوس ہے کہ جس قدر آپ کے ساتھ رعایت کی گئی اور آپ کی شرمناک کارروائیوں کا اخفا کیا گیا اسی قدر آپ کی جرأت بڑھ گئی۔

بھی ہے ہیں تو ایک ماہ میں خرچ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں سو گیا صبح نماز کے بعد الہام ہوا۔ اتقنط من رحمۃ اللہ۔ الذی یربیکم فی الارحام۔ ترجمہ۔ کیا تو خدا کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے وہ خدا جو تمھیں رحموں میں پرورش کرتا ہے +

ریویو

چشمہ مسیحی اور **دینیات کا پہلا رسالہ** دوسری مرتبہ اور **احمدی کامن** تیسری مرتبہ۔ سید عبدالحی عرب نے چھپوائے ہیں۔ قیمتیں علی الترتیب ۲ر ار ار ہیں عرب صاحب موصوف سے مقام قادیان مل سکتے ہیں۔

الحجاب و تربیۃ المسلمات۔ فصل الخطاب فی المراۃ والحجاب کا ترجمہ منشی محمد خلیل الرحمٰن نے کیا ہے ۷۰ صفحے کا رسالہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں دکھایا ہے کہ قاسم امین بیگ صاحب مصری جو آب پردہ کے اُٹھانے میں ساعی ہو رہے ہیں خود ایک زمانہ میں بے پردگی کی مذمتوں کو اپنی کتابوں میں بیان کرتے رہے ہیں۔ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپی ہے۔

رسوم جاہلیت۔ تصنیف مولوی نجم الدین صاحب سیوہاری ہے اور خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں چھپی ہے اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر کے عربوں کی رسوم وغیرہ کا مفصل تذکرہ ہے۔ اور ایک قابل قدر کتاب ہے۔ قیمت عہ ۱۶۶ صفحے۔

اپیل کا جواب۔ جہاں تک میں بالفعل کہہ سکتا ہوں سوائے دو چار احباب کے اور کسی نے میری اپیل کی طرف توجہ نہیں کی نہ کسی احمدی انجمن کی طرف سے مجھے کسی باقاعدہ کارروائی کی اطلاع ملی ہے سوائے جماعت سیالکوٹ کے۔ تمام دل اللہ تعالیٰ کے ہی تصرف میں ہیں۔ البتہ جناب منشی غلام رسول صاحب سب انسپکٹر باگھا پرانہ کی کوشش قابل تذکرہ ہے جنھوں نے اس اپیل کو پڑھکر ۳۸ خریدار اردو کے اور دو انگریزی کے جملہ چالیس خریدار بھیجے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ امید ہے دوسرے احباب بھی کوششوں میں لگے ہوئے ہونگے۔ ہاں اسقدر ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ کوئی صاحب چاہیں تو بجائے خریدار بننے کے وہی چندہ اشاعت میگزین کے لیے دیدیں۔

فہرست چندہ اعانت دہندگان بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۶ء

چودھری رستم علی صاحب۔ انبالہ۔ عہ۔ منشی محمد لطیف صاحب۔ بنگلہ رستم والہ۔ ۳ر۔ جماعت جہلم۔ عہ لوکل کمیٹی قادیان۔ للعہ۔ جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب للعہ بابو عبدالرحمٰن صاحب شملہ [illegible] بابو پریم داس صاحب۔ راولپنڈی۔ ۸ر۔ عالمگیر خانصاحب جبلپور۔ عہ۔ بابو محمد صاحب [illegible]

سید اطہر حسین صاحب۔ سہرام۔ للعہ۔ منشی عبدالعزیز صاحب۔ نائب تحصیلدار۔ ضلع کانگڑہ عہ۔ میاں احمد صاحب۔ گجرات۔ عہ۔ منشی محمد علی صاحب۔ کسولی عہ۔ جماعت بنارس۔ سے۔ بابو برکت علی صاحب۔ عہ بابو عبدالرحمٰن صاحب شملہ۔ عہ۔ میر اکبر صاحب عرائض نویس۔ مردان۔ صہ۔ جماعت سیالکوٹ بمفصلات للعہ میاں حسین بخش صاحب۔ سبادہ۔ مے۔ چودھری دل محمد صاحب۔ دھرم کوٹ رندھاوا۔ للعہ۔ بابو احمد الدین صاحب۔ وان۔ صہ۔ سید ناصر شاہ صاحب۔ دومیل۔ عہ۔ سید فخر الاسلام۔ نکودر۔ ۸ر۔ معرفت منشی عبدالعزیز صاحب۔ کلرک گوجرانوالہ سہ (یہ رقم انہوں نے اپنے خرچ سے دورہ کر کے جمع کی) میاں احمد صاحب دھرم کوٹ رندھاوا۔ عہ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ لاہور۔ صہ۔ سید محمد رفیق صاحب۔ پیکنگ چین۔ عہ۔ بابو نورالدین صاحب۔ امرتسر۔ عہ۔ منشی قائم علی صاحب۔ بہلول پور۔ ۱۲ر۔ بشیرالدین صاحب۔ حیدرآباد سندھ ۲ر میاں اللہ بخش صاحب غلام حسین صاحبان۔ امرتسر۔ لعہ۔ بابو پریم داس صاحب۔ راولپنڈی۔ ۸ر۔ سید ظہور اللہ صاحب۔ راجور۔ لعہ۔ منشی طفیل احمد صاحب۔ چندوسی۔ ۸ر۔ جماعت سمبڑیال۔ عہ۔ میاں شہاب الدین صاحب۔ صرتع۔ ۸ر۔ منشی رستم علی صاحب۔ انبالہ عہ۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب۔ انبالہ۔ عہ منشی میران بخش صاحب۔ انبالہ۔ عہ۔ ڈاکٹر لعل الدین صاحب۔ جیند۔ عہ۔ مرزا محمد احسن بیگ صاحب کامٹہ۔ ریاست کوٹہ للعہ۔ جماعت گورال معرفت اکمل آف گولیکے۔ عہ۔ مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں عہ سید جلال صاحب۔ بربرہ۔ عہ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ عہ۔ ایک احمدی طالب علم۔ ۱۲ر۔ دولو ساکن بھینی۔ ر جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ لاہور۔ عہ۔ خلیفہ رشید الدین صاحب۔ آگرہ۔ للعہ۔ مولوی محمد رحمت اللہ صاحب۔ الہ آباد للعہ ر۔ شیخ احمد اللہ صاحب۔ سیالکوٹ۔ لعہ۔ میاں نورالدین صاحب۔ پہورچہ۔ عہ۔ مرزا سلطان احمد صاحب۔ میانوالی۔ للعہ۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

عید فنڈ۔ یہ رسالہ احباب کے ہاتھ میں شاید عید کے دو تین دن بعد پہنچیگا۔ اس لیے سب احباب کو اور جملہ احمدی انجمنوں کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ عید فنڈ کے جمع کرنے میں بہت کوشش کریں کیونکہ عید کے ہی دو موقع ایسے ہیں جب مدرسہ کے فنڈ میں ایک ایسی معقول رقم کی ایزادی ہو سکتی ہے جو اس کے کثیر اخراجات کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اگر سب احمدی احباب توجہ کریں تو اس موقع پر بیس پچیس ہزار روپیہ کا جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ عید فنڈ کا ایک روپیہ فی کس مقرر ہے اور ایسے مبارک موقع پر ایک روپیہ کا دینا کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ ہاں صاحب وسعت احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ ضرورتیں بڑھ گئی ہوئی ہیں۔ وہ ایک روپیہ کو اپنے لیے کافی نہ سمجھیں انکی زیادہ رقم بعض کم وسعت احباب کی کمی کی تلافی کرنیوالی ہوگی ضرورت ہے۔ مدرسہ میں تین چار مدرسین کی ضرورت ہے۔ گریجوایٹ ہوں۔ سینیر یا جونیر ٹرینڈ ہوں۔ انڈر گریجوایٹ ہوں۔ درخواستیں بنام ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام۔

اعلان:- ہر ایک سامان کرکٹ ٹینس فٹ بال وجمنیسٹک وغیرہ مستری نظام الدین احمدی شہر سیالکوٹ سے مل سکتا ہے۔ مکمل فہرست مفت۔

(مطبع میگزین قادیان دارالامان میں مینیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا-)